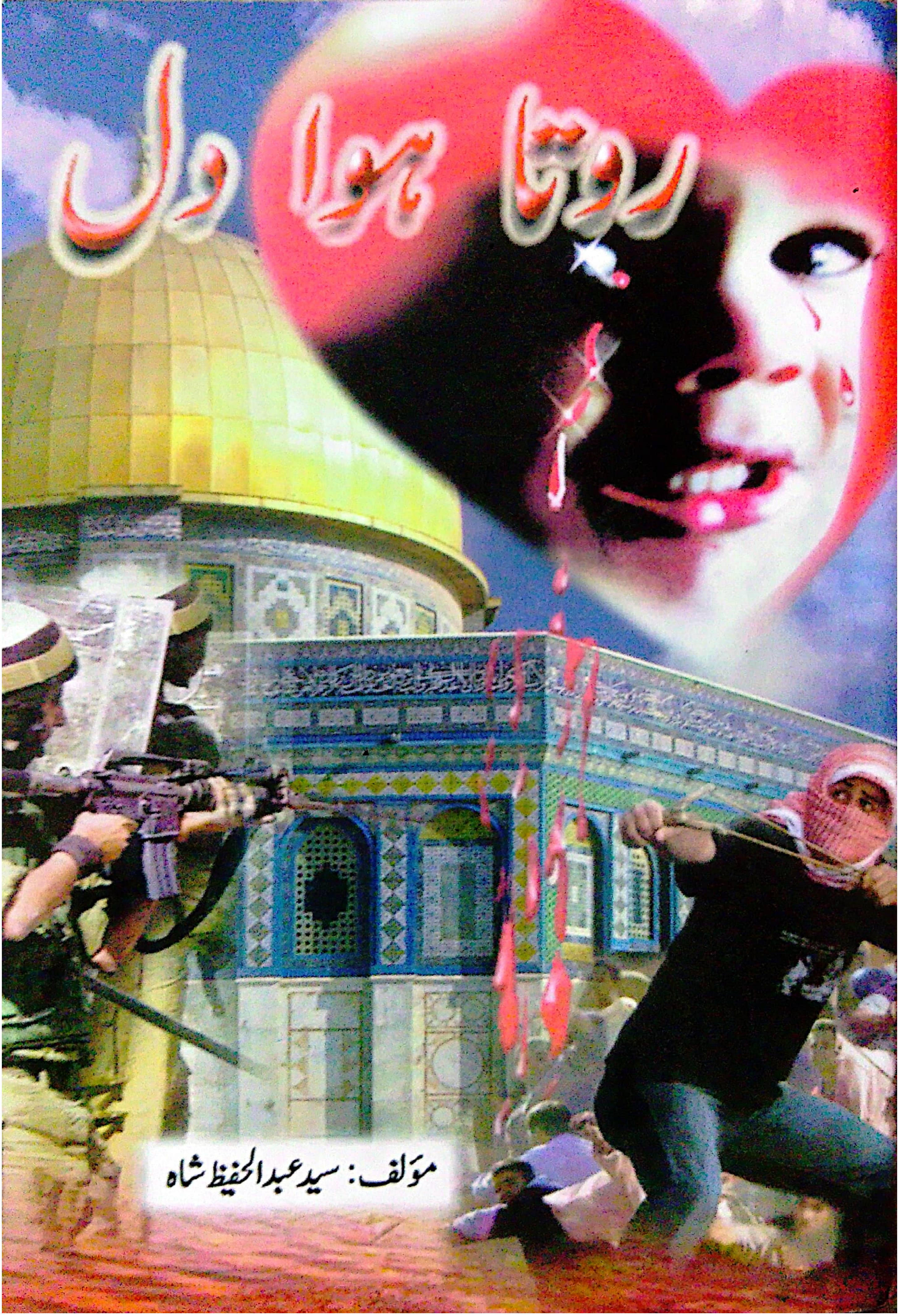

CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روتا ھوا دل

مؤلف

سید عبدالحفیظ شاہ

ترتیب وتدوین

ڈاکٹر سید راشد علی

وقت لکھے گا کہانی ایک نئے مضمون کی
جسکی سرخی کو ضرورت ہے تمہارے خون کی

CamScanner

لا الہ الا اللہ

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لا الہ الا اللہ

یہ مال و دولت دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الہ الا اللہ

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہ الا اللہ

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں ہے پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستیوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا اللہ

اقبالؔ

انتساب

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

صلاح الدین ایوبی

کے نام

CamScanner

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب .... روتا ہوا دل

مصنف .... حضرت سید عبدالحفیظ شاہ

تاریخ اشاعت .... نومبر ۲۰۰۰ء مطابق شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ

تعداد .... ۱۰۰۰ (ایک ہزار)

طبع .... اوّل

ہدیہ .... ۳۰ / روپے

ناشر .... بیت المکرم ٹرسٹ گجو ٹھٹھہ سندھ

گزارش:

ادارہ پہلے تمام کتابیں مفت تقسیم کرتا تھا۔ موجودہ مالی حالات کی وجہ سے آپ سے استدعا ہے کہ کتابیں خرید فرمائیں تاکہ اشاعت کا کام آپ لوگوں کی معاونت سے جاری رہے۔

فہرست

انتساب	3
فہرست	5
پیش لفظ	7
بنی اسرائیل کی تاریخ	9
عصرِ حاضر میں یہود کی ریشہ دوانیاں	32
نیا عالمی نظام اور امریکی عزائم	42
عالم اسلام کے خلاف تیار ہونے والی یہودی سازش	50
یہودی کمپنیاں اور ان کی مصنوعات	56
انگریز اور دیگر مغربی اقوام کا مسلمانوں سے سلوک	63
فہرستِ تصاویر اور تصاویر	74
گاڈ کرائڈ God Cried	76
الانتفاضہ	81
عذابِ الٰہی	88
پس چہ باید کرد؟	94
دعا از سائیں عبدالحفیظ شاہ	103
عرضِ حال از مولانا حالؔی	105
فریاد بحضور سرورِ کونین ﷺ	108
کتابیات	112
مطبوعات	113

CamScanner

اے روح محمد ﷺ

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلماں کدھر جائے

وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ ہے جو مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے

ہر چند ہے بے قافلہ وہ راحل و زاد
اس کوہ و بیاباں سے خودی خوان کدھر جائے

اس راز کو فاش کر اے روحِ محمد!
آیاتِ الٰہی کا نگہباں کدھر جائے؟

اقبالؔ

پیش لفظ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا اللہ

جودہ دور میں تمام عالم کے مسلمان تعداد میں کسی طرح اقلیت میں نہیں ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تمھاری کم تعداد کو بڑی تعداد پر فتح ونصرت عطا کروں گا۔غور وفکر کا مقام یہ ہے کہ ہم کافروں کے دست نگر ہو جانے کے اسباب و علل تلاش کریں۔ کفار اوائلِ اسلام سے ہی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے چلے آئے ہیں۔اور ہمیشہ اسلام کو ختم کرنے کے در پے رہے ہیں۔خاص طور پر عیسائی اور یہودی مسلمانوں کی شان وشوکت سے بہت خائف ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے جو اقدامات کیے ہیں ان کا انھوں نے خود اعتراف کیا ہے۔مثلاً پچھلی صدی میں مشرقِ وسطیٰ میں برطانوی جاسوس لارڈ ہمفرے نے اپنی کتاب (Confessions of A British Spy) میں بہت سی سازشوں کا انکشاف کیا ہے۔ان سازشوں میں انھوں نے ایسے پروگرام مرتب کیے جن سے مسلمانوں کے علاقوں پر ان کا اثر ورسوخ قائم ہو اور مسلمان اسلام سے برگشتہ ہو جائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی طاقت اور اتحاد ختم کرنے کا یہی طریقہ ہے۔چنانچہ اپنے ناپاک ارادوں کو کامیاب بنانے کے لیے انھوں نے ان علاقوں میں جاسوس اور حصولِ اطلاعات کے لیے وفود روانہ کیے۔ان لوگوں نے بڑی چالاکی سے مسلمانوں کے رہن سہن، علم وعمل اور ثقافت میں مہارت حاصل کر کے تمام معلومات اور حالات اپنے سینٹرز کو فراہم کیں۔ان کے ان اقدامات سے مسلمانوں کی زندگی کے تمام شعبوں میں بہت دُوررس اور خطرناک اثرات مرتب ہوئے۔

CamScanner

تمام عالمِ اسلام اور خاص طور سے مسئلہ فلسطین اور اس کے بعد بیت المقدس کے حالات جس طور اب تک گزر رہے ہیں وہ کسی بھی حساس مسلمان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے اگر دکھ درد کا احساس اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے تو اس مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان کو اعمال کے ترازو میں تولے اور خود فیصلہ کرے کہ اس دولتِ احساس سے میرا قلب کیوں محروم ہے۔ پھر وہ احساس بیدار کرنے کے لیے تدابیر اختیار کر کے اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کا مستحق سمجھے ورنہ آمنوا کے ساتھ عمل صالح مشروط ہے۔ اعمال صالحہ سے بے رغبتی اور ان کی آدائیگی میں غفلت یقینی اللہ تعالیٰ کے بوجہ حکم عدولی غیض وغضب کا باعث بنے گی اور بن رہی ہے۔

میں اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے قارئین سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ تمام مسلمان چاہے وہ کسی بھی فرقہ، قوم، ملک اور نسل سے تعلق رکھتے ہوں اپنے آپس کے اختلافات بھلا کر کفر والحاد کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند کھڑے ہو جائیں، یقینی نصرت اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ہم اللہ سے کئے ہوئے وعدے پورے کریں، اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو کس طرح سچا کر دکھاتا ہے۔

سیّد عبد الحفیظ شاہ

رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنی اسرائیل کی تاریخ

اصل موضوع "لَأُخرِجَنَّ الیَهُودَ وَ النَّصَارىٰ مِن جَزِیرَةِ العَرَب" (مشکوٰۃ) اور "أخرجوا المشرکین من جزیرةِ العرب" (بخاری) کی تشریح تو قارئین کو پوری کتاب پڑھنے کے بعد ہی ہوگی لیکن مختصراً عرض ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا ایسا فرمانا بغیر کسی وجہ کے ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ وجوہ پیشِ خدمت ہیں اور اس کے لئے یہود کی تقریباً چار ہزار سالہ تاریخ جرائم وسرکشی پر ایک نظر ڈالنا پڑے گی۔

بالکل ابتدا میں بنی اسرائیل کی زندگی خانہ بدوشوں کی سی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تقریباً ۲۱۰۰ ق م میں قدیم بابل سے فلسطین ہجرت فرمائی۔ اس وقت سے فلسطین میں بنی اسرائیل کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے اپنے زمانے میں قبیلے کے سردار تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے آزمایا اور وہ اس آزمائش میں پورے اُترے تو ان سے وعدہ کیا گیا کہ ان کو اقوامِ عالم کی دینی پیشوائی عطا ہوگی۔

ترجمہ: "اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب پر پورا اتر گیا تو اس نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ ابراہیم نے عرض کیا کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے جواب ملا میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں"۔ (بقرہ ۱۲۴)

CamScanner

پیشوائی کا جو منصب عطا ہوا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا ثمرہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ، یہ دونوں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام بھی نبی تھے اُن کا لقب اسرائیل (یعنی عبداللہ یا بندہ خدا) تھا۔ چنانچہ اُن کی اولاد بنی اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے نام سے تاریخ میں معروف ہے ان ہی لوگوں کو یہود بھی کہا جاتا ہے جو دراصل اُن کے بارہ قبیلوں میں سے ایک قبیلے کا نام ہے۔

بنی اسرائیل سے خدا کا عہد

اسرائیل تقریباً ڈھائی ہزار برس تک بنی نوع انسان کی دینی امامت اور رہبری کے منصب پر فائض رہے۔ جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے یہ بلند رتبہ انکے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت گزاری اور اخلاص کا صلہ اور موحد کامل ہونے کا ثمرہ تھا۔ چنانچہ قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب سے بڑی خوبی یہی بتائی گئی ہے کہ وہ خالص موحد اور ہر طرح کے شرک سے بیزار تھے۔ پھر جب بنی اسرائیل کو من حیث الامت یہ منصب امامت ملا تو اسے بطور خاص تاکید کی گئی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، والدین کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ (البقرہ ۸۳)

''جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی سے پکڑنا اور جو احکام و ہدایت ان میں درج ہیں انھیں یاد رکھنا...'' (البقرہ ۶۳)

''میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا

CS CamScanner

اور ان کی مدد کی اور اپنے خدا کو اچھا قرض دیتے رہے۔" (المائدہ 12)

ریت میں بھی اس عہد کا ذکر موجود ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو منصب امامت پر فائض کرتے وقت ان سے لیا تھا۔ چنانچہ بائبل میں آتا ہے:

"سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک ہی ہے تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا کے ساتھ محبت رکھ اور یہ باتیں جن کا حکم آج میں تجھے دیتا ہوں تیرے دل میں نقش رہیں اور تو ان کو اپنی اولاد کے ذہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے، لیٹتے اور اٹھتے ان کا ذکر کرنا۔" (کتاب استثناء باب ۶، ۴ تا ۷)

"تم اپنے لئے بت نہ بنانا اور نہ کوئی تراشی ہوئی مورت یا لاٹ اپنے لئے کھڑی کرنا اور نہ اپنے ملک میں کوئی شبیہ دار پتھر رکھنا کہ اسے سجدہ کرو اس لیے کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں تم میرے بندوں کو ماننا اور میرے مَقدِس کی تعظیم کرنا میں خداوند ہوں۔" (احبار باب ۲۶، ۲-۱)

گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند انھیں اقوام عالم کی دینی پیشوائی ان کی خدا پرستی اور اطاعت گزاری کے نتیجے میں ملی تھی۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا میں بڑے فخریہ انداز میں اس کا ذکر کیا گیا ہے:

"بنی اسرائیل پر خاص فرض عائد ہوا تھا کہ توحید باری کی دعوت دیتے رہیں اور آفتاب پرستی، مہتاب پرستی اور کوکب پرستی کے خلاف جہاد کرتے رہیں۔" (جلد ۶ صفحہ ۵)

ہسٹری آف دی ورلڈ (جلد ۲ صفحہ ۳) کے مصنف اس سے بھی آگے بڑھ کر دعویٰ کرتے ہیں کہ:

"دین توحید کی بنیاد ہی بنی اسرائیل میں پڑی" یہی نہیں بلکہ بنی اسرائیل دعوتِ حق کے علمبردار بھی بنائے گئے تھے اور شہادتِ حق کو ان کا بنیادی فریضہ قرار دیا گیا تھا۔"

"اِن اہل کتاب کو وہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا تھا کہ تمھیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلانا ہوگا انھیں پوشیدہ نہیں رکھنا ہوگا۔" (آل عمران ۱۸۷)

یہی وہ اصل مقصد تھا جس کے لیے اس قوم کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی کا شرف بخشا اور اس میں پے در پے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ اس میں شک نہیں کہ بنی اسرائیل میں بعض اچھے بھی تھے۔ انھوں نے انبیاء کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کا ساتھ دیا مگر ان کی اکثریت کا خدا، اس کے رسولوں اور اس کی کتاب کے ساتھ سلوک انتہائی شرم ناک رہا۔ قرآن کہتا ہے:

"ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے مگر جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول ان کی خواہشاتِ نفس کے خلاف کچھ لے کر آیا تو کسی کو انھوں نے جھٹلایا اور کسی کو قتل کر دیا اور اپنے نزدیک یہ سمجھتے کہ کوئی فتنہ رونما نہ ہوگا اسی لیے اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ نے انھیں معاف کیا تو ان میں سے اکثر اور زیادہ اندھے اور بہرے بنتے چلے گئے۔" (المائدہ ۶۹ -۷۱)

"اس سے پہلے بنی اسرائیل کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی ان کو ہم نے عمدہ سامان زیست سے نوازا۔ دنیا بھر کے لوگوں پر ان کو فضیلت عطا کی اور دین کے معاملے میں انھیں واضح ہدایات دیں پھر جو اختلافات ان کے درمیان رونما ہوئے وہ ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ علم آ جانے کے بعد ہوئے اور اس بنا پر کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرنا چاہتے تھے"۔ (الجاثیہ ۱۶-۱۷)

CamScanner

۱۹۱۰ق م میں حضرت یوسف علیہ السلام مصر تشریف لائے۔تقریباً ۴۰ سال (۱۸۷۰ق م) بعد بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے۔حضرت یوسف علیہ السلام کی حیات تک وہ مصر میں آزاد اور معزز باشندوں کی طرح زندگی گزارتے رہے۔۱۸۱۷ق م میں حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد نئے فرعون نے برسرِ اقتدار آکر سیاسی مصلحتوں کے پیشِ نظر ان کو غلامی کے شکنجہ میں جکڑ لیا۔اس دور میں ان پر بڑے مظالم ہوئے،ان کا کوئی فریادرس نہ تھا۔

آخر ایسا کیوں ہوا؟؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ولن تَجِد لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیلًا." (الاحزاب ۶۲)

ترجمہ:اور آپ اللہ کی سنت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائینگے۔

جب نافرمانیاں حدِ اعتدال سے گزر جاتی ہیں اور احکامِ الٰہی کی تحقیر و تضحیک بندے کرنے لگتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بھی عذاب شدید میں اس قوم کو مبتلا کر کے نیست و نابود کر دیتا ہے۔اور یہی سنت زمانہء قدیم سے جاری رہی ہے اور قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔بس نافرمانوں کو چاہیے کہ وہ ماضی سے سبق سیکھیں اور حال میں اپنی حالت کو سنواریں،توبہ کریں کیونکہ توبہ کے دروازے ہمہ وقت کھلے ہیں اور رحمتیں منتظر ہیں،کاش کہ بندہ سمجھ سکے اور ایمان لے آئے۔

حضرت موسیٰ کی بعثت :

تقریباً ۴۰۰ سال تک بنی اسرائیل مصریوں کی غلامی میں مصائب و آلام میں مبتلا رہے۔بالآخر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور حضرت موسیٰؑ کا ظہور ہوا تاکہ وہ انھیں از سرِ نو دعوتِ حق پر قائم

کریں اور مصریوں کی غلامی سے چھڑائیں۔ چنانچہ ۱۴۴۰ق م میں حضرت موسی علیہ السلام کی سرکردگی میں بنی اسرائیل نے مصر سے خروج کر کے غلامی کی ذلت سے چھٹکارا حاصل کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اے بنی اسرائیل یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا..........
اور یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم کو فرعون کی غلامی سے نجات بخشی۔ انھوں نے تمہیں عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ تمھارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمھاری لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے۔" (البقرہ ۴۷-۴۹)

مگر مصریوں کی غلامی کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ان تمام اوصاف عالیہ سے عاری ہو چکے تھے جو کسی قوم کی زندگی کی علامت ہوتے ہیں۔ ان کے اندر اپنے اعلیٰ نصب العین کیلئے نہ تو کوئی لگن تھی اور نہ اس کے لئے قربانیاں دینے اور ایثار کرنے کا کوئی جذبہ ہی ان میں باقی تھا۔ چنانچہ جب ان کو حکم دیا گیا کہ عمالقہ سے جہاد کر کے فلسطین میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہو جائیں تو انھوں نے اعراض و انحراف کیا جسکے نتیجے میں چالیس سال تک ارضِ مقدس میں داخلہ ان پر حرام کر دیا گیا۔ ۱۴۴۰ق م سے ۱۴۰۰ق م تک صحرائے سینا میں بھٹکتے رہے۔ مگر باوجود انکی اس نافرمانی کے رحمتِ الٰہی سے اس طویل صحرائی سفر کے دوران اللہ پاک نے ان کے لئے ابر کا سایہ کئے رکھا اور غیب سے ان کے لیے من وسلویٰ کی صورت میں رزق بہم پہنچایا۔

"ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا، من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کہ پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشیں ہیں انھیں کھاؤ"۔ (البقرہ ۵۷)

ایک نافرمان اور سرکش قوم :

مگر اسکے باوجود اُن کا یہ حال تھا کہ اس نعمتِ خداوندی کی بجائے بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان حقیر چیزوں کا مطالبہ کرتے تھے جو وہ مصر میں کھانے کے عادی تھے۔

''یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ کہ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، گیہوں، لہسن، پیاز، دال وغیرہ پیدا کرے تو موسیٰ نے کہا کہ کیا ایک بہتر چیز کی بجائے تم ادنیٰ درجے کی چیز لینا چاہتے ہو۔ اچھا تو مصر میں جا رہو جو کچھ مانگتے ہو وہاں مل جائے گا۔ (البقرہ ٦١)

صحرا میں جب انہیں پیاس نے ستایا تو یہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے لڑنے جھگڑنے لگے۔ تورات کی کتاب 'گنتی' میں ہے:

''اور پہلے مہینے میں نبی اسرائیل کی ساری جماعت دشت سین میں آ گئی اور وہ لوگ ناوس میں رہنے لگے ......اور جماعت کے لوگوں کے لیے وہاں پانی نہ ملا سو وہ موسیٰ اور ہارون کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ موسیٰ سے جھگڑنے اور یہ کہنے لگے کاش ہم بھی اس وقت مر جاتے جب ہمارے بھائی خداوند کے حضور مر گئے تم خداوند کی جماعت کو اس دشت میں کیوں لے آئے ہو کہ ہم بھی ہمارے جانور بھی یہاں مریں اور تم نے کیوں ہم کو مصر سے نکال کر اس بری جگہ پہنچایا ہے؟ یہ تو بونے کی اور انجیروں تاکوں اور اناروں کی جگہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو پینے لے لئے پانی تک میسر نہیں اور موسیٰ اور ہارون جماعت کے پاس سے جا کر خیمۂ اجتماع کے دروازے پر

CamScanner

اوندھے منہ گرے۔ تب خداوند کا جلال ان کے اوپر ظاہر ہوا اور خداوند نے موسیٰ نے کہا کہ اس لاٹھی کو لے اور تو اور تیرا بھائی ہارون تم دونوں جماعت کو اکٹھا کرو اور ان کی آنکھوں کے سامنے اس چٹان سے کہو کہ وہ اپنا پانی دے اور ان کے لئے چٹان ہی سے پانی نکالنا۔ (باب نمبر ۲۰، ۱ تا ۱۰)

قرآن اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

''یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلہ نے جان لیا کہ کونسی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے۔'' (البقرہ ۶۰)

اسی زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو چالیس روز کیلئے اپنے پاس بلایا تا کہ بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کیلئے انھیں اپنی کتاب ہدایت (توریت) عطا کرے تو انکے پیٹھ پیچھے بنی اسرائیل آس پاس کی قوموں کی دیکھا دیکھی اور اپنے کھوکھلے دینی کردار کی وجہ سے پھر بُت پرستی میں مبتلا ہو گئے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان سے جدا ہوئے چند ہی دن ہوئے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام ان کے درمیان موجود تھے اور انھیں اس کھلی گمراہی سے روکنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

''یاد کرو جب ہم نے موسیٰؑ کو چالیس شبانہ روز کی قرارداد پر بلایا تو اس کے پیچھے تم بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے اس وقت تم نے بڑی زیادتی کی تھی مگر ہم نے اس پر بھی تمھیں معاف کر دیا شاید اب تم شکر گزار بنو..... یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ لوگو! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے۔'' (البقرہ ۵۱ تا ۵۴)

''موسیٰ کے پیچھے اس قوم کے لوگوں نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے کا پتلا بنایا جس سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی۔ کیا ان کونظر نہ آتا تھا کہ وہ نہ اُن سے بولتا ہے نہ کسی معاملہ میں اُن کی رہنمائی کرتا ہے مگر پھر بھی انھوں نے اسے معبود بنالیا اور وہ سخت ظالم تھے اور جب ان کی فریب خوردگی کا طلسم ٹوٹ گیا اور انھوں نے دیکھ لیا کہ درحقیقت وہ گمراہ ہو گئے ہیں، تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ فرمایا اور ہم سے درگزر نہ کیا تو ہم برباد ہو جائینگے۔ ادھر موسیٰ غصّے اور رنج میں بھرا ہوا اپنی قوم کے پاس پہنچا، آتے ہی اس نے کہا بہت بری جانشینی کی تم لوگوں نے میرے بعد، کیا تم سے اتنا صبر نہ ہوا کہ اپنے رب کے حکم کا انتظار کر لیتے؟'' (الاعراف ۱۴۸-۱۵۰)

اس واقعے کے وقت بنی اسرائیل کو مصر سے نکلے کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ وہ اپنی آنکھوں سے فرعونیوں کے مظالم دیکھ چکے تھے۔ خدا نے انھیں ان سے جس طرح چھٹکارا دلوایا وہ سب کچھ انکے سامنے تھا۔ فرعون اور اس کا لشکر ان کے سامنے غرق ہوئے تھے اور اپنے لئے سمندر کا پھٹنا اور خشک راستے کا بننا بھی وہ دیکھ چکے تھے مگر اس کے باوجود ان ظالموں نے اپنی سرکشی کو نہ چھوڑا اور اپنی نادانیوں سے باز نہ آئے۔ چنانچہ سورۃ الاعراف میں آتا ہے کہ فرعون کے لشکر سے معجزانہ طریقے سے نجات پانے اور سمندر عبور کرنے کے بعد سے ہی ان لوگوں نے اعلانیہ اپنی بت پرستانہ ذہنیت کا اظہار شروع کردیا۔

''بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں موسیٰ نے کہا تم لوگ بڑی نادانی

کی باتیں کرتے ہو یہ لوگ جس طریقے کی پیروی کررہے ہیں وہ تو برباد ہونے والا ہے اور جو عمل وہ کررہے ہیں وہ سراسر باطل ہے"۔(الاعراف ۱۳۸-۱۳۹)

ان کی اس ذہنیت کو قرآن " وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ " یعنی ان کے دلوں میں بچھڑا بس کر رہ گیا تھا' کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ایمان باللہ کی آزمائش کیلئے انھیں گائے کی قربانی کا حکم دیا گیا۔ اس میں انھوں نے جو ٹال مٹول کی اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ گائے پرستی کا مرض کس قدر ان میں سرایت کر چکا تھا:

"پھر وہ واقعہ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمھیں گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے کہنے لگے کہ کیا ہم سے مذاق کرتے ہو۔ موسیٰ نے کہا: میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں کی سی باتیں کروں، بولے: اچھا اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمیں اس گائے کی کچھ تفصیل بتائے۔ موسیٰ نے کہا: اللہ کا ارشاد ہے کہ وہ ایسی گائے ہونی چاہیے کہ جو نہ بڑی ہو نہ بچھیا بلکہ اوسط عمر کی ہو۔ لہٰذا جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پھر کہنے لگے: اپنے رب سے یہ اور پوچھ دو کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰ نے کہا: وہ فرماتا ہے زرد رنگ کی گائے ہونی چاہیے جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کہ دیکھنے والے کا جی خوش ہو جائے۔ پھر بولے اپنے رب سے صاف صاف پوچھ کے بتاؤ کیسی گائے مطلوب ہے، ہمیں اس کے تعین میں اشتباہ ہو گیا ہے، اللہ نے چاہا تو ہم اس کا پتہ پالیں گے۔ موسیٰ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی نہ زمین جوتتی ہے، نہ پانی کھینچتی ہے، صحیح سالم اور بے داغ ہو۔ اس پر وہ پکار اٹھے کہ ہاں اب تم نے صحیح پتا بتایا پھر انھوں نے اسے ذبح کیا اور وہ

CamScanner

ایسا کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔" (البقرہ ۶۷-۷۱)

یوں گویا اس خاص قسم کی سنہری گائے پر جسے اس زمانے میں پرستش کے لیے مختص کیا جاتا تھا انگلی رکھ کر بتا دیا گیا کہ اسے ذبح کرو۔ اس مختصر واقعہ سے یہود کی اجتماعی ذہنیت پر بھی اچھی خاصی روشنی پڑتی ہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے جس کی طرف فرقان الحمید کی ان آیات میں اشارہ کیا گیا ہے:

"یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تمھارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے اعلانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں۔ اسی وقت تمھارے دیکھتے دیکھتے ایک زبردست صاعقہ نے تم کو آلیا، تم بے جان ہو کر گر چکے تھے مگر پھر ہم نے تم کو جا اٹھایا شاید کہ اس احسان کے بعد تم شکر گزار بن جاؤ۔" (البقرۃ ۵۵)

یہود کی تاریخ جرائم ایک نظر میں

الغرض خدا نے جب بھی ان کی اصلاح اور ہدایت کے لئے کوئی نبی بھیجا یہ ظالم ان کی بات ماننے اور ان کی اطاعت کرنے کے بجائے سرکشی اور بغاوت کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہے۔ کچھ واقعات جو درج ہو چکے ہیں ان کا خلاصہ ہم ترتیب وار درج کرتے ہیں۔

☆ حضرت موسیٰ انھیں فرعون کی غلامی سے چھڑانے مصر پہنچے تو انھوں نے آپ سے پہلی شکایت یہی کی اے موسیٰ ہم تیرے آنے سے پہلے بھی ستائے گئے اور اب تیرے آنے کے بعد بھی ستائے جا رہے ہیں۔

☆ خدا نے انھیں فرعونیوں کی غلامی سے چھڑایا ان کے لئے سمندر پھاڑ دیا اور انھیں سلامتی سے

CamScanner

کنارے پہنچایا اور فرعونیوں کو غرق کر دیا مگر یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد یہ حضرت موسیٰ سے مطالبہ کر بیٹھے کہ دوسری بت پرست قوموں کی طرح ان کے لئے بھی ایک بت بنا دیا جائے۔ حضرت موسیٰ کو اپنی شریعت اور لوح ہدایت دینے کیلئے انکے رب نے انھیں اپنے پاس بلایا۔ یہ سب سے بڑی نعمت تھی جو بنی اسرائیل کو دی جا رہی تھی مگر عین اس وقت یہ ظالم خدا سے باغی ہو کر بچھڑے کی پوجا کرنے میں لگ گئے۔ حضرت موسیٰ کی واپسی پر یہ لوگ بت پرستی سے باز تو آ گئے مگر ان کے دلوں سے شرک کے اثرات زائل نہ ہوئے چنا چہ گائے کی قربانی کا حکم سن کر انھوں نے ٹال مٹول کی اس سے ان کے دل کا یہ مرض آشکار ہو گیا۔

☆صحرائے سینا میں بھی ان لوگوں نے انتہائی کم ہمتی اور ناشکری کا ثبوت دیا انھیں بے سروسامانی کی حالت میں من وسلویٰ دیا گیا مگر یہ پیاز، گندم اور لہسن جیسی چیزوں کے مطالبے کرتے رہے۔ اس پر بھی انھیں کچھ نہ کہا گیا بلکہ معاف کر دیا گیا پھر خدا نے انھیں ایک ملک بخشنا چاہا اور حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ ان کو لے کر اس سرزمین پر حملہ کریں خدا انھیں فتح دے گا تو ان کی کم ہمتی پھر آڑے آئی اور انھوں نے یہ کہہ کر نہ صرف اپنی بزدلی کا کھلم کھلا اعتراف کیا بلکہ اپنے نبی کی اطاعت سے بھی صاف انکار کر دیا کہ:

"اے موسیٰ وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں ہم وہاں ہرگز نہیں جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔" (المائدہ ۲۲)

جب موسیٰ کے ساتھی مخلص مومنین نے انھیں سمجھانا چاہا کہ ڈرو نہیں ہمت سے کام لے کر آگے بڑھو خدا تمھیں فتح دے گا تو ان کی خباثتِ باطنی ایک مرتبہ پھر پکار اٹھی:

''اے موسیٰؑ ہم تو وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں موجود ہیں پس تم اور تمھارا رب دونوں جاؤ اور لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔'' (المائدہ ۲۴)

اس پر حضرت موسیٰؑ جیسا اولوالعزم پیغمبر بھی پکار اٹھا:

''اے میرے رب میرے اختیار مین کوئی نہیں مگر میری اپنی ذات یا میرا بھائی پس تو ہمیں ان نافرمان لوگوں سے الگ کر دے۔'' (المائدہ ۲۵)

اس پر اللہ تعالیٰ نے چالیس سال ان پر وہ ملک حرام کر دیا اور یہ اس سارے عرصے جنگلوں میں بھٹکتے رہے۔ حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے بارے میں جو تلخ تجربات ہوئے ان کا اظہار قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یوں کیا گیا ہے۔

''اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں دکھ دیتے ہو حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمھارے پاس خدا کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ (الصف ۵)

لیکن بنی اسرائیل کا یہ رویہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کے ساتھ کچھ مخصوص نہ تھا بلکہ خدا کے سب ہی پیغمبروں کے ساتھ انھوں نے یہی سلوک کیا۔ قرآن انھیں پچھلی تاریخ یوں یاد دلاتا ہے:

''جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول انکی خواہشات کے خلاف کچھ لے کر آیا تو کسی کو انھوں نے جھٹلایا اور کسی کو قتل کر دیا۔'' (المائدہ ۷۰)

بنی اسرائیل نے اپنے اس جرم کو اپنی تاریخ میں خود تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کا خلاصہ جناب مودودی صاحب کی زبان سے سنئے۔

CS CamScanner

۱۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد جب یہودیہ کی ریاست نے اپنے ہی بھائیوں (دولت اسرائیل) کے خلاف دمشق سلطنت سے مدد مانگی تو خدا کے حکم سے حنانی نبی نے یہودیہ کے فرماں روا آسا کو سخت تنبیہہ کی مگر آسا نے اس تنبیہہ کو قبول کرنے کے بجائے خدا کے پیغمبر کو جیل بھیج دیا۔ (۲ تواریخ باب ۱۶، ۷ تا ۱۰)

۲۔ حضرت الیاس (ایلیا Eliah) نے جب بعل کی پرستش پر یہودیوں کو ملامت اور از سر نو توحید کی دعوت کا صور پھونکا تو سامریہ کا اسرائیلی بادشاہ اخی اب اپنی مشرک بیوی کی خاطر ہاتھ دھو کر ان کی جان کے پیچھے پڑ گیا حتیٰ کہ انھیں جزیرہ نمائے سینا کے پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی۔ اس موقع پر جو دُعا حضرت الیاسؑ نے مانگی اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ''بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا.... تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا اور ایک میں ہی اکیلا بچا ہوں سو وہ میری جان لینے کے درپے ہیں''۔ (سلاطین باب ۱۹ آیت ۱ تا ۱۰)

۳۔ ایک اور نبی حضرت میکایاہ کو اسی اخی اب نے حق گوئی کے جرم میں جیل بھیجا اور حکم دیا کہ اس شخص کو مصیبت کی روٹی کھلانا اور مصیبت کا پانی پلانا۔ (سلاطین باب ۲۲ آیت ۲۶ - ۲۷)

۴۔ پھر جب یہودیہ کی ریاست میں اعلانیہ بت پرستی اور بدکاری ہونے لگی اور زکریا نبی نے اس کے خلاف آواز بلند کی تو شاہِ یہودہ یوآس کے حکم سے انھیں عین ہیکل سلیمانی میں 'مقدِس' اور 'قربان گاہ' کے درمیان سنگسار کر دیا گیا۔ (۲۔ تواریخ باب ۲۴ آیت ۲۱)

CamScanner

۵۔اس کے بعد جب سامریہ کی اسرائیلی ریاست آشوریوں کے ہاتھوں ختم ہو چکی اور یروشلم کی یہودی ریاست کے سر پر تباہی کا طوفان تلا کھڑا تھا تو یرمیاہ نبی اپنی قوم کے زوال پر ماتم کرنے اٹھے اور کوچے کوچے انھوں نے پکارنا شروع کیا کہ سنبھل جاؤ ورنہ تمھارا انجام سامریہ سے بھی بدتر ہوگا مگر قوم کی طرف سے جو جواب ملا وہ یہ تھا کہ ہر طرف سے ان پر لعنت اور پھٹکار کی بارش ہوئی پیٹے گئے رسّی سے باندھ کر کیچڑ بھرے حوض میں لٹکا دیئے گئے تاکہ بھوک اور پیاس سے وہیں سوکھ کر مر جائیں اور ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ قوم کے غدار ہیں بیرونی دشمنوں سے ملے ہوئے ہیں۔(یرمیاہ باب ۱۵ آیت ۱۰/ باب ۱۸ آیت ۲۰-۲۳/ باب ۲۰ آیت ۱۸/ باب ۳۶ تا ۴۰)

۶۔ ایک اور نبی حضرت عاموس کے متعلق لکھا ہے کہ جب انھوں نے سامریہ کی اسرائیلی ریاست کو اس کی گمراہیوں اور بدکاریوں پر ٹوکا ان حرکات کے برے انجام سے خبردار کیا تو انہیں نوٹس دیا گیا کہ ملک سے نکل جاؤ اور باہر جا کر نبوت کرو۔ (عاموس باب ۷ آیت ۱۰-۱۳)

۷۔حضرت یحییٰ علیہ السلام (یوحنا) نے جب ان بداخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہودیوں کے فرمانروا ہیرودیس کے دربار میں کھلم کھلا ہو رہی تھیں تو پہلے وہ قید کئے گئے پھر بادشاہ نے اپنی معشوقہ کی خوشنودی کے لئے اس کی فرمائش پر قوم کی اس صالح ترین شخصیت کا سر قلم کر کے ایک تھال میں رکھ کر اس کی نذر کر دیا۔ (مرقس باب ۶ آیت ۱۷-۲۹)

۸۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بنی اسرائیل کے علماء اور سردارانِ قوم کا غصہ بھڑکا

CamScanner

کیونکہ وہ انھیں ان کے گناہوں اور ریاکاریوں پر ٹوکتے تھے اور ایمان اور راستی کی تلقین کرتے تھے اس قصور پر ان کے خلاف جھوٹا مقدمہ تیار کیا گیا، رومی عدالت سے ان کے قتل کا فیصلہ حاصل کیا گیا اور جب رومی حاکم پیلاطس نے یہود سے کہا کہ آج عید کے روز میں تمھاری خاطر یسوعؑ اور برابّا ڈاکو دونوں میں سے کس کو رہا کروں تو ان کے پورے مجمع نے بالاتفاق پکار کر کہا کہ برابّا کو چھوڑ دے اور یسوعؑ کو پھانسی پر لٹکا۔ (متی باب ۲۷ آیت ۲۰-۲۷)

اب یہ ظاہر کہ جس قوم نے اپنے فساق و فجار کو سرداری اور سربراہ کاری کے لئے اور اپنے صلحا و ابرار کو جیل اور دار کیلئے پسند کیا ہو اللہ تعالیٰ اس قوم کو اپنی لعنت کے لیے پسند نہ کرتا تو آخر کیا کرتا۔ (تفہیم القرآن جلد ا ص ۸۰-۸۲ طبع دوئم ۱۹۵۲)

یہود فلسطین میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع بن نون کے ساتھ بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے وہ خدا کی ہدایت کے مطابق وہاں کے بت پرستوں اور مشرکوں کو ہلاک کر کے ان کے ملک میں قبضہ کرنے کے بجائے داخلی انتشار، پھوٹ اور قبائلی عصبیت کا شکار ہو گئے۔ وہ کوئی متحدہ ریاست بھی قائم نہ کر سکے اور ان کا کوئی قبیلہ بطور خود اس قدر طاقتور نہ تھا کہ وہ شرک سے اپنے گردو پیش کو پاک کر سکتا۔ نیتجتاً وہ خود بھی شرک میں مبتلا ہو گئے۔ کتاب قضاۃ میں ہے:

''اور بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے بدی کی اور بعل کی پرستش کرنے لگے اور انھوں نے خداوند اپنے باپ دادا کے خدا کو جو انھیں ملک مصر سے نکال لایا تھا، چھوڑ دیا اور دوسرے معبودوں کی جو ان کے اردگرد کی قوموں کے دیوتاؤں میں سے تھے پیروی

کرنے اور ان کو سجدہ کرنے لگے......وہ خداوند کو چھوڑ کر بعل اور عستارات کی پرستش کرنے لگے اور خداوند کا قہر اسرائیل پر بھڑکا۔'' (باب ۲، ۱۲، ۱۳)

دوسری طرف ان کے دشمنوں نے ان کے خلاف متحدہ محاذ قائم کر کے ان کے بہت سے علاقے اور بالآخران سے خداوند کے عہد کا صندوق (تابوت سکینہ) بھی چھین لیا۔ اس وقت بنی اسرائیل کو متحدہ سلطنت قائم کرنے کا خیال آیا۔ ان کی درخواست پر حضرت شموئیل نبی نے پہلے ان سے اطاعت و فرمانبرداری کا قول و اقرار لیکر ۱۰۲۰ قبل مسیح میں طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا۔ بنی اسرائیل کے سرداروں کی توقعات کے برعکس حضرت شموئیل علیہ السلام بنیامین کی نسل سے طالوت کو جب حکومت کا سربراہ مقرر کیا تو وہ حسب معمول اپنے عہد سے پھرنے لگے:

''کیا تم کو بنی اسرائیل کی اس جماعت کا حال معلوم نہیں، جس نے موسیٰؑ کے بعد اپنے زمانے کے نبی سے درخواست کی تھی کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کرینگے، ہمارے لئے ایک حکمراں مقرر کردیجئے۔ نبی نے کہا: کچھ بعید نہیں ہے کہ اگر تم کو لڑائی کا حکم دیا گیا تو تم لڑنے سے انکار کردو! سرداروں نے کہا: ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں......پھر جب انکو لڑائی کا حکم دیا گیا تو تھوڑے سے آدمیوں کے سوا باقی سب نے پیٹھ دکھلا دی، اور اللہ بے انصافوں سے خوب واقف ہے۔ پھر ایسا ہوا کہ انکے نبی نے کہا: اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو مقرر کردیا ہے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو (اطاعت و فرمانبرداری کے بجائے) کہنے لگے: وہ ہم پر کیسے حکمراں بن سکتا ہے جبکہ اس سے کہیں زیادہ ہم حکمراں بننے کے حقدار ہیں، علاوہ بریں اس کو مال و دولت کی بھی وسعت حاصل نہیں؟ نبی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکمرانی کی قابلیت و استعداد میں

CS CamScanner

اسکو برگزیدہ و فائق کیا ہے او کی فراوانی اور جسم کی طاقت دونوں میں اسکو وسعت عطا فرمائی ہے، اور اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی زمین کی حکمرانی بخش دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت رکھنے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔" (البقرہ ۲۴۷)

الغرض بنی اسرائیل نے اپنی فطرت کے مطابق عہد و پیمان توڑ دیا۔ انہوں نے نشانی طلب کہ یہ تقرری واقعی اللہ کی طرف سے ہے۔ جسکے نتیجے میں تابوتِ سکینہ بطورِ نشانی انکو واپس مل گیا:

"اور انکے نبی نے ان سے کہا: 'طالوت کی اہلیت کی نشانی یہ ہے کہ تابوت تمہارے پاس واپس آ جائیگا اور فرشتے اس کو اٹھا لائیں گے ..... بلاشبہ اس واقعہ میں تمہارے خدا کا بہت بڑا نشان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔" (بقرہ ۲۴۸)

الغرض بنی اسرائیل کو طالوت کی بادشاہت تسلیم کرنا پڑی، جسنے انکی سلطنت کو مستحکم کیا اور بنی اسرائیل کے دشمنوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔ اس متحدہ سلطنت کے تین فرمانروا ہوئے۔ (طالوت ۱۰۲۰ تا ۱۰۰۴ ق م، حضرت داؤد علیہ السلام ۱۰۰۴ تا ۹۶۵ ق م اور حضرت سلیمان علیہ السلام ۹۶۵ تا ۹۲۶ ق م۔ ان فرمانرواؤں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کام کی تکمیل کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے سے حکومت بنی یہوداہ کے ہاتھ میں آ گئی (جو کہ بنی اسرائیل کے قبائل میں سے ایک تھا) اور غالباً اسی زمانے سے بنی اسرائیل یہودی کہلانے لگے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر ایک بار پھر دنیا پرستی کا غلبہ ہوا اور یہ دو حصّوں میں بٹ گئے۔ شمالی فلسطین اور مشرقِ اردن میں سلطنت اسرائیل قائم ہوئی جس کا پایہ تخت سامریہ تھا اور جنوبی فلسطین اور ادوام کے علاقے میں سلطنت یہودیہ جس کا پایہ تخت یروشلم رہا ان دو سلطنتوں میں اوّل روز سے ہی سخت رقابت اور کشمکش تھی۔

CS CamScanner

دولتِ اسرائیل کی تباہی

سلطنت اسرائیل کے فرمانروا اور باشندے ہمسایہ قوموں کی دیکھا دیکھی شرک اور اخلاقی فساد کا سب سے زیادہ شکار ہوئے۔ حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت الیسع علیہ السلام نے اس فساد کو روکنے کی کوششیں کیں مگر یہ قوم باز نہ آئی۔ چنانچہ ان پر خدا کا عذاب نازل ہوا اور اشور کے سخت گیر فرمانروا سارگون نے ۷۲۱ ق م میں ان کے پایہ تخت سامریہ کو فتح کر کے سلطنت اسرائیل کا خاتمہ کر دیا۔ ہزار ہا اسرائیلی تہ تیغ ہوئے ۲۷ ہزار سے زیادہ با اثر اسرائیلیوں کو ملک سے نکال کر اشوری سلطنت کے مشرقی اضلاع میں تتر بتر کر دیا گیا۔

یھودیه کی تباھی

دوسری ریاست یہودیہ جو فلسطین کے جنوب میں قائم ہوئی وہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد جلد ہی شرک اور بداخلاقی میں مبتلا ہو گئی۔ اس وقت کے نبی یسعیاہ علیہ السلام نے ایک طویل عرصے تک انکو سمجھانے کی کوشش کی اور آنے والے عذاب سے ڈرایا۔ جب انکی سرکشی اور شرارت حد سے تجاوز کر گئی تو اس زمانے کے نبی یرمیاہ علیہ السلام کو خدا نے وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل میں منادی کر دو کہ اگر وہ اپنے اعمالِ بد سے باز نہ آئے تو گزشتہ قوموں کی طرح انکو تباہ و برباد کر دیا جائیگا۔ جب یرمیاہ نبی نے انکو سمجھانے اور اعمالِ بد سے باز رکھنے کی کوشش کی تو انکے ظلم اور شرارتوں میں اضافہ ہو گیا اور وہ اپنے پیغمبر کا مذاق اڑانے لگے اور انہیں زنداں میں ڈال دیا۔ ۵۹۸ ق م میں بابل کا بادشاہ بخت نصر خدا کا قہر بن کر اٹھا اور یروشلم سمیت ساری سلطنت یہودیہ کو فتح کر لیا۔ یہودیہ کا بادشاہ بھی اس کے پاس قیدی بن کر رہا۔ اس حالت میں جب انھوں نے بغاوت کی تو ۵۸۷ ق م میں بخت نصر نے ایک اور سخت حملہ کیا اور یہودیہ کے تمام چھوٹے بڑے شہروں کی

CamScanner

اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یروشلم اور ہیکلِ سلیمانی کو بالکل تباہ کردیا۔ تورات کے تمام نسخوں کو جلا دیا اور ہزاروں انسانوں کو قتل کر کے تقریباً ایک لاکھ یہودیوں کو قیدی بنا کر پا پیادہ بابل لے گیا۔ جہاں وہ تقریباً ۷۰ سال بحالتِ اسیری رہے۔ ان اسیروں میں حضرت دانیال، حضرت عزیز اور دوسرے بزرگ شامل تھے۔...... یہ پہلی اجتماعی سزا تھی جو بنی اسرائیل کو انکی سرکشی و بداعمالیوں پر دی گئی۔

تقریباً ۵۱۹ ق م میں فارس کے بادشاہ سائرس (کیخسرو) نے بابل پر حملہ کر کے بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی اور دوبارہ فلسطین لا کر آباد کیا۔ جہاں حضرت عزیز ؑ نے اپنے حافظے کی مدد سے تورات کو از سرِ نو مرتب کیا اور دینِ موسوی کی تجدید کی۔ آہستہ آہستہ یروشلم پھر آباد ہو گیا اور فارسی بادشاہ کی اجازت سے ہیکل کی دوبارہ تعمیر کی گئی۔ یہودی حضرت عزیز ؑ کے اس معجزے سے بہت متاثر ہوئے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان پر اللہ کا بیٹا ہونے کا بہتان لگا دیا کیونکہ ان کے خیال حضرت موسیٰ ؑ تو لوح پر تورات لیکر آئے تھے مگر حضرت عزیز ؑ نے تو بغیر لوح کے حرف بحرف تورات لکھ ڈالی۔ اس شرک کے ساتھ ساتھ دوسری اخلاقی برائیاں پھر سے پیدا ہو گئیں۔

چنانچہ ایرانی سلطنت کے زوال اور سکندر مقدونی کے عروج کے ساتھ یہودیوں کے زوال کا ایک اور دور شروع ہوا۔ ۳۳۳ ق م میں سکندر مقدونی نے اور اس کے بعد اس کے سرداروں نے بنی اسرائیل کی حکومت کا ایک بار پھر خاتمہ کر دیا خاتمہ کر دیا۔

دوسری صدی ق م میں بنی اسرائیل نے یونانیوں کے بل بوتے پر پھر سے حکومت قائم کر لی لیکن اخلاقی و دینی روح ان میں مفقود ہوتی اور اس کی جگہ دنیا پرستی اور بے روح ظاہر داری نے لے

CamScanner

لی۔ ان میں نااتفاقی کی وجہ سے ہمیشہ خانہ جنگی رہی اورانہوں نے خود رومی فاتح پومپی کو فلسطین آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ ۶۳ ق م میں پومپی نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے یہودیوں کی آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ رومیوں نے یہودیوں کو جزوی اختیارات دے رکھے تھے۔ ۴۰ ق م میں ایک چالاک یہودی نے جو ہیرود اعظم سے مشہور ہوا، اس جزوی ریاست پر قبضہ کرلیا۔ اس کی حکومت پورے فلسطین اور شرقِ اردن پر ۴۰ ق م سے ۴ ق م تک رہی۔ اس نے ایک طرف مذہبی پیشواؤں کی سرپرستی کر کے یہودیوں کو خوش رکھا اور دوسری طرف رومی تہذیب کو فروغ دے کر قیصر کی بھی خوشنودی حاصل کرلی۔ اس زمانے مین یہودیوں کی اخلاقی و دینی حالت گرتے گرتے پستیوں کی آخری حدوں کو پہنچ چکی تھی۔ ہیرود اعظم کے بعد اسکی ریاست اسکے تین بیٹوں میں تقسیم ہوگئی۔

ایک بیٹا ارخلاؤس سامریہ یہودیہ اور شمالی ادومیہ کا فرمانروا بنا مگر ۶ ء میں قیصر آگسٹس نے اسکو معزول کر کے اپنی گورنر میں شامل کرلیا۔ یہی زمانہ تھا جب بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مبعوث ہوئے اور یہودیوں کے تمام پیشواؤں نے مل کر انکی مخالفت کی اور رومی گورنر پونٹس پیلاطس سے ان کو سزائے موت دلوانے کی کوشش کی۔ دوسرے بیٹے ہیرودانٹی پاس شمالی فلسطین گلیلی اور شرقِ اردن کا مالک ہوا اور اسی نے ایک رقاصہ کی فرمائش پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر قلم کر کے اس کی نذر کیا۔

اس دور میں عام یہودیوں اور ان کے مذہبی پیشواؤں کی حالت کا اندازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خطبوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر قلم کیا گیا مگر ایک آواز بھی اس ظلم کے خلاف بلند نہ ہوئی، حضرت عیسیٰ کو سزائے موت دینے کے مطالبے پر چند راستبازوں کے سوا کسی

نے ماتم نہ کیا۔ حد تو یہ ہے کہ جب پونتس پیلاطس نے یہودیوں کی عید کے تہوار کے موقع پر ان سے پوچھا کہ قاعدے کے مطابق میں سزائے موت کے ایک مجرم کو آزاد کرنے کا مجاز ہوں تو بتاؤ یسوعؑ کو چھوڑوں یا براباؔ ڈاکو کو؟ تو ان کے پورے مجمع نے یک زبان ہو کر کہا کہ براباؔ کو! یہ گویا اللہ کی طرف سے آخری حجت تھی جو اس ناشکری قوم پر قائم کی گئی۔ اور بالآخر ان کی اس بڑھی ہوئی سرکشی اور گمراہی پر اللہ کے عذاب کی چکّی چل پڑی اور وہ قوم جو اللہ کی پسندیدہ تھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے معتوب قرار دیدی گئی۔

تقریباً ۷۰ ق م میں یہودیوں کی حکومت رومیوں کے ہاتھوں نیست و نابود ہوگئی۔ ٹیٹس (Titus) نے بزورِ شمشیر بیت المقدس کو فتح کیا۔ قتلِ عام میں ایک لاکھ ۳۳ ہزار آدمی مارے گئے، ۶۷ ہزار آدمی گرفتار کر کے غلام بنائے گئے، ہزار ہا آدمی پکڑ کر مصری کانوں میں کام کرنے کیلئے بھیج دئے گئے، ہزاروں آدمی مختلف شہروں میں ایمفی تھیٹروں میں جنگلی جانوروں کے ساتھ تفریحی مقابلون میں ہلاک ہوئے۔ تمام خوبصورت لڑکیوں کو فاتحین کیلئے چن لیا گیا۔ ہیکل کو مسمار کر دیا گیا۔ اس کے بعد فلسطین سے یہودیوں کا اثر و اقتدار ایسا مٹا کہ دو ہزار سال تک انکو سر اٹھانے کا موقع نہ ملا اور نہ ہی انکا مقدس ہیکل دوبارہ تعمیر ہو سکا۔ آج بھی یہودی اس ہیکل کی تلاش میں سرگرداں ہیں مگر جب کوئی اللہ کی نظروں میں معتوب و مغضوب ہو جائے تو پھر انکے ہاتھ سوائے حسرت و ناکامی کے کچھ نہیں آتا۔ (تفہیم القرآن جلد دوم ۵۹۱ تا ۶۰۲)

اس کے بعد یہود منتشر ہو کر ادھر اُدھر جا بسے۔ بعض لوگ نبی موعود (حضرت محمدﷺ) کے انتظار میں یثرب کے قریب عرب میں آ کر بس گئے۔ لیکن جب یہود نے اس نبی موعود کی تعلیم حق کا بھی انکار و ابطال کیا تو بالآخر وحیِ الٰہی نے ان کی ابدی ذلت و رسوائی کا اعلان یہ کہہ کر فرما دیا۔

CamScanner

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰه

''آخرکار ذلت و رسوائی اور محتاجی ان سے چمٹادی گئی اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔'' (البقرۃ ۶۱)

چنانچہ ۶۳۰ء مطابق ۸ھ میں خیبر کی فتح نے جو ان کی آخری پناہ گاہ اور مرکز تھا جزیرۃ العرب میں ان کی تاریخ پر ہمیشہ کے لیے پردہ ڈال دیا۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ وہ قوم جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ اور محبوب تھی محض اپنی سرکشی و شرارت اور بداعمالی کی بنا پر غضب الٰہی کی مستحق ہو کر بالآخر رسوائے عالم اور ذلیل و خوار ہوئی، یہ وہی عظیم الشان قوم تھی جس پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات تھے اور جس کو کبھی تمام اہلِ عالم پر فضیلت بخشی گئی تھی۔

يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: اے بنی اسرائیل میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور یہ کہ میں نے تم کو اہلِ عالم پر فضیلت بخشی۔

''فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم و جعلنا قلوبهم قسية۔''

''تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان قلوب کو سخت کر دیا۔'' (المائدہ ۱۳)

فاعتبروا یا اولی الابصار!!

CamScanner

عصر حاضر میں یہود کی ریشہ دوانیاں

"تم تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ یہود اور مشرکین کو پائیں گے۔" (المائدہ ۸۲)

یہودیوں کے انخلا کے بعد سے فلسطین ۳۰۰ سالوں تک عیسائیوں کے قبضے میں رہا۔ ۶۳۸ء میں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیت المقدس کے عیسائی حکمرانوں نے شہر کی چابیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں۔ یوں خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے بحیثیت ایک فاتح جو امان کا عہد لکھ کر بیت المقدس کے باسیوں کو دیا اس کی مثال آج کی مہذب دنیا بھی دینے سے قاصر ہے۔

عہد عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ امن کا پروانہ ہے جو اللہ کے بندے عمر، مسلمانون کے امیر کی طرف سے اہلِ ایلیاء کیلئے ہے۔ ہم نے امان دی ان کی جان کو اور مال کو اور انکے کنیساؤں کو اور انکی صلیبوں کو، انکے تندرستوں کو اور انکے بیماروں کو اور انکی پوری ملت کو۔ نہ انکے کنیساؤں پر قبضہ کرو اور نہ ان کو منہدم کرو؛ نہ اس کا کوئی حصہ لو نہ اس کے اردگرد سے۔؛ نہ انکی اولاد کو (غلام) بناؤ اور نہ انکے مال میں سے کچھ لو؛ اور نہ ان کے دین معاملے میں ان پر کوئی زبردستی کرو اور نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچاؤ؛ اور نہ ان کے ساتھ ایلیاء میں کسی یہودی کو رہنے کی اجازت ہوگی۔ اور اہلِ ایلیاء کو وہی جزیہ (ٹیکس) دینا ہوگا جو اہلِ مدائن دیتے ہیں؛ اور انکی ذمہ داری ہوگی کہ اِس شہر میں سے رومیوں کو اور چوروں کو نکال دیں؛ پس جو اِس میں سے نکلے گا اس کی جان اور مال

کوامان ہے یہاں تک کہ وہ محفوظ مقام تک پہنچ جائے؛ اور جو ان میں سے یہیں مقیم ہو جائے تو اس کیلئے امان ہے اور ان پر وہی جزیہ عاید ہوگا جو اہلِ ایلیاء پر عاید ہے۔ اور اگر اہل ایلیاء میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی زمینوں اور عبادت خانوں کو چھوڑ کر وہ اپنے اہل وعیال اور مال کو لیکر رومیوں کے ساتھ چلا جائے تو ان کی جانوں کو امان ہے حتیٰ کہ وہ اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں۔ اور اہلِ ارض میں سے کوئی ان کے ساتھ رہنا چاہے تو اس پر بھی وہی جزیہ عاید ہوگا جو اہلِ ایلیاء پر؛ اور جو چاہے کہ وہ رومیوں کے ساتھ چلا جائے اور بعد میں اپنے اہل وعیال کی طرف واپس لوٹ آئے تو اس سے اس وقت تک کچھ نہیں لیا جائے گا جب تک اسکی فصل کاٹنے کے قابل نہ ہو جائے۔ اور جو کچھ یہاں لکھا گیا ہے اس پر اللہ کا عہد ہے اور اسکے رسول ﷺ کا ذمہ ہے اور انکے خلفاء کا ذمہ ہے اور تمام مؤمنین کا ذمہ ہے اگر یہ لوگ جزیہ دیتے رہیں۔

لکھا اور پیش کیا گیا: مورخہ: ۱۵ ہجری دستخط: عمر ابن الخطابؓ امیر المومنین

شاہد: خالد ابن الولید عمرو بن العاص

عبدالرحمن بن عوف معاویۃ بن ابوسفیان

گزشتہ ۱۴ صدیوں میں سوائے صلیبی جنگوں کے زمانے (۱۰۹۹ء تا ۱۱۸۷ء) کے، فلسطین مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ مگر باوجود اس طویل دورِ حکومت کے سرزمینِ فلسطین میں بیرونی آبادکاروں کے تناسب میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ آج فلسطین میں جو مسلمانوں کی اکثریت نظر آتی ہے تو یہ وہی ہیں کے مقامی کنعانی باشندے ہیں جو صدیوں سے وہاں آباد ہیں اور انہوں نے اسلام کو قبول کیا۔ نتیجتاً عیسائی اکثریت کا علاقہ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان

CamScanner

اکثریت کے علاقے میں تبدیل ہو ۔البتہ آج بھی وہاں عیسائی عربی اقلیت میں آباد ہیں۔یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ فلسطینی عرب خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی، وہ وہاں کے اصلی قدیم باشندے ہیں جو تاریخ کی ابتدا سے ہی وہاں آباد ہیں۔

۱۹۱۷ء کا سال فلسطین کی تاریخ میں ایک خطرناک موڑ ثابت ہوا۔نہ صرف یہ کہ اس سال عثمانیہ سلطنت کا خاتمہ ہوا بلکہ اسی سال برطانیہ نے بالفور ڈیکلیریشن کا اعلان کیا۔

یہودیوں کو رومیوں نے ایسا تتر بتر کیا کہ وہ ۲ ہزار سال تک در بدر پھرتے رہے۔مگر وہ پھر بھی جہاں گئے اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہیں آئے۔اپنی حرکتوں کی وجہ سے ہر جگہ سے انکو بے آبرو ہو کر نکلنا پڑا۔مشرقی یورپ میں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد آباد تھی لیکن اپنی سازشی و شرارتی حرکتوں کی بنا پر بالآخر وہاں بھی انکو حکمرانوں کے غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۴۹۲ء میں اسپین سے یہودیوں کا انخلا تھا۔کمال تو یہ ہے کہ انہی یہودیوں کو مسلمانوں کے ہاں پناہ ملتی رہی۔

معروف رابی اور سکالر ڈاکٹر جیکب منکن لکھتے ہیں:

"وہ اسلامی اسپین تھا، واحد آزاد ملک جس سے ۱۰۰۰ سال تک منتشر رہنے کے دوران یہودی واقف تھے.....جبکہ صلیبی جنگوں کے دوراں صلیب کے مسلح نائٹس جہاں سے گزرتے یہودی آبادیوں میں موت اور بربادی بانٹتے جاتے تھے، یہودی ہلال کے نشان کے زیرِ سایہ محفوظ تھے۔وہ نہ صرف اپنی جان اور مال کے لحاظ سے محفوظ تھے بلکہ ان کو موقع فراہم کیا گیا تھا کہ وہ اپنی زندگی گزاریں اور اپنی ثقافت کو ترقی دیں، ایسی منفرد اور تابناک ترقی کہ تاریخ میں اس کو سنہرے دور سے یاد کیا جاتا ہے۔بربر، ۷۱۱ء میں اسپین کے مسلمان حکمران، کوئی مذہبی جنونی نہیں تھے۔وہ اپنے عقیدے کے پکے تھے

CamScanner

مگر دوسروں کے مذہبی عقائد کے معاملے میں بڑے فراخدل تھے۔" (منکن ۱۹۶۸ء)

ان حالات میں انیسویں صدی کے آخر میں یہودیوں کی تحریک صیہونیت (Zionism) نے سیاسی رخ اختیار کیا جسکا مقصد فلسطین میں یہودی ریاست کا قیام تھا۔ ۱۸۹۶ء میں تھیوڈور ہرزل نے جس تحریک کی ابتدا کی اس کا کامیاب ثمر بالآخر پہلی جنگِ عظیم کے خاتمے پر یہودی۔انگریز گٹھ جوڑ کے نتیجے میں بالفور ڈیکلیریشن کی شکل میں نکلا۔ باوجود ان تمام وعدوں کے جو مصر میں انگریز سفیر سر ہنری مکموہن نے برطانوی حکومت کی طرف سے شریفِ مکہ سے ۱۹۱۶ء کئے تھے، جنگِ عظیم کے خاتمے پر انگریز اپنے وعدوں سے پھر گئے۔ بجائے فلسطین کو آزاد کرنے کے برطانوی وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری لارڈ آرتھر جیمز بالفور، نے صیہونیت کے علمبردار لارڈ روتھ شیلڈ کو ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو خط لکھا کہ:

"مجھے آپ کو یہ خبر دینے میں بہت خوشی ہو رہی ہے کہ بادشاہ سلامت کی حکومت کی طرف سے یہودی صیہونی عزائم سے ہمدردی کی مندرجہ ذیل قرارداد کیبنٹ کے سامنے پیش ہو کر منظور کر لی گئی ہے۔ بادشاہ سلامت کی حکومت اس بات کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتی ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کیلئے قومی وطن بنا دیا جائے اور وہ اپنی بہترین کوششیں صرف کریگی تا کہ اس ہدف کے حصول میں سہولت ہو۔ لیکن یہ بات واضح طور پر سمجھی جائے گی کہ ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا جائے گا جس سے فلسطین میں موجود غیر یہودی آبادیوں کے شہری اور مذہبی حقوق متاثر ہوں یا جس سے دوسرے ملک میں رہنے والے یہودیوں کے حقوق اور سیاسی تشخص پر کوئی اثر پڑے۔ میں شکر گزار ہونگا اگر آپ اس قرارداد کو صیہونی تنظیم کے علم میں لے آئیں۔" (بالفور

CamScanner

قرارداد مورخہ ۲ نومبر ۱۹۱۷ء)

یہ قرارداد غیر اخلاقی اور شرانگیز تھا اس لئے کہ اس کے ذریعے ایک قوم دوسری قوم سے ایک تیسری قوم کی سرزمین کا وعدہ کر رہی ہے۔ انگریز۔ صہیونی گٹھ جوڑ نے جو منصوبہ تخلیق دیا اس میں فلسطینیوں کے حقوقِ آزادی سے قطعاً صرفِ نظر کر کے مشرقِ وسطیٰ میں صہیونیت کا مرکز بنا دیا گیا اور فتنے اور فساد کا دروازہ کھول دیا۔ لارڈ سیڈن ہیم نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

"لیکن اس عمل سے یعنی ایک بیرونی آبادی کو زبردستی ایک عرب ملک میں آباد کرنے سے، ایسی جگہ جہاں چہار سمت عرب ہیں، جو نقصان ہوگا اس کا غالباً کبھی بھی ازالہ نہیں ہو سکے گا.... ہم نے جو سہولت یہودیوں کو نہیں بلکہ صہیونیت شدت پسندوں کو دی ہے، ہم نے دراصل ایک مستقل زخم لگا دیا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ زخم کتنا پھیل جائے گا۔"

(ہنسارڈ رپورٹ، اعوانِ بالا مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۲ء ص ۹۹۷)

پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر فلسطین اور شام اقوامِ متحدہ کی قرارداد ۲۲ کے ذریعے برطانوی مینڈیٹ میں شامل ہو گئے تا کہ اس کے اختتام پر ۱۹۴۸ء اقتدار وہاں کے باشندوں کو منتقل کر دیا جائے۔ مگر اس کے بعد جو کچھ بھی ہوا اس سے انصاف کے ان نام نہاد علم برداروں کی یہودیت نوازی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

۱۹۱۸ء میں فلسطین میں مسلمان عرب آبادی ۷ لاکھ تھی۔ ۱۸۳۱ء میں القدس میں یہودیوں کی آبادی ۳ ہزار نفوس پر مشتمل تھی مگر ۱۹۱۸ء میں یہ آبادی بڑھ کر ۵۶ ہزار ہو چکی تھی۔ برطانوی مینڈیٹ کے زمانے میں یہودی آبادی میں ۱۰ گنا اضافہ ہوا۔ ۱۹۲۲ء کی مردم شماری میں یہ آبادی ۸۳،۷۹۴ اور ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ۱۷۴،۶۱۰ اور ۱۹۴۶ء کی مردم شماری میں فلسطین کی

میں ۱،۹۷۲،۵۶۰ آبادی میں ۶۰۸،۲۳۰ یہودی تھے۔ یہ تمام یہودی مشرقی یورپ سے لاکر فلسطین میں آباد کیئے گئے تاکہ یہودیوں کا آبادی میں تناسب بڑھایا جاسکے۔ یہ آبادکاری فلسطینیوں کی مرضی کے خلاف اور انکے شدید احتجاج کے باوجود کیا گیا جسکے نتیجے میں ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۹ء میں زبردست فسادات ہوئے۔ یہودی آبادکاروں اور انگریز فوجیوں نے فلسطین میں دہشت گردی اور قتل وغارتگری کا بازار گرم کردیا جس میں تقریباً ۳۰۰۰ فلسطینی شہید ہوئے۔ ۱۹۲۲ء سے لیکر ۱۹۴۸ء تک جو یہودی مینڈیت کا عرصہ تھا اس میں تقریباً ۵ لاکھ سے زیادہ یہودیوں کو دنیا بھر سے لاکر فلسطین میں آباد کیا گیا۔

بظاہر فلسطین میں مقیم انگریز فوجی ایک طرف یہودیوں کی دہشت گردی سے پریشان تھے (مگر درپردہ انگریز سرکار کی طرف سے ان پر ارگون اور سٹرن گینگ کے یہودی دہشت گردوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کاروائی پر پابندی تھی) تو دوسری طرف امریکی صدر ہیری ٹرومین نے ان پر زور دے رکھا تھا کہ فلسطین کے دروازے یہودیوں کے داخلے کیلئے کھول دیئے جائیں۔ ۱۹۴۷ء میں فلسطین کا معاملہ اقوام متحدہ میں پیش کردیا گیا جہاں پر امریکہ اور روس کی رضامندی سے فلسطین کی تقسیم کاری کا فیصلہ کیا گیا۔ اس قرارداد کے ساتھ ہی پورا ملک فتنے اور فساد کی لپیٹ میں آگیا۔ صیہونی یہودی جو پہلے ہی تیار بیٹھے تھے انہوں نے فلسطین پر اپنے قبضے کے پروگرام کو عمل جامع پہنانا شروع کردیا۔ D-Plan ۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء کو یہودی دہشت گرد تنظیموں کے کمانڈروں کو دے دیا گیا اور یکے بعد دیگرے عرب علاقوں پر قبضہ کرکے بالآخر ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو اسرئیل کے قیام کا اعلان کردیا گیا۔ اقوام متحدہ کے تمام منصوبے دھرے رہ گئے۔

D-Plan کا دوسرا حصہ فلسطینی علاقوں سے عرب مسلمانوں کا انخلا تھا۔ ۱۹ اپریل ۱۹۴۸ء کو صیہونی

تشدد پسند تنظیم ارگون نے دیریلیین نامی گاؤں میں ۳۰۰ آدمی، عورتوں اور بچوں کا قتل م کیا۔ مناخم بیگن اس تنظیم کا سربراہ تھا۔ یہی دہشت گرد بعد میں اسرائیل کا وزیرِ اعظم بھی بنا اور اس کو امن کا نوبل انعام بھی دیا گیا۔ دیریلیین کے قتل عام کے مطلوبہ نتائج ملنے میں دیر نہیں لگی اور فلسطینی عوام دہشت زدہ ہو کر بھاگنے لگے۔ ۸۰۰،۰۰۰ عرب فلسطینی آبادی میں سے صرف ۱۵۰،۰۰۰ باقی بچے۔ جو نہیں بھاگے ان کو زبردستی نکال دیا گیا۔ انسانی تاریخ میں آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کسی بیرونی اقلیت ایک پوری قوم کو اس کے صدیوں سے آباد علاقوں سے بے دخل کر کے خود قابض ہو کر بیٹھ گئی ہو۔ عالمی قوانین کے مطابق کسی قوم کو اسکے ملک سے نکالنا نسل کشی (Genocide) کے زمرے میں آتا ہے۔ وہ جو خود نسل کشی کا شکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور جنہوں نے گزشتہ ۵۵ سال سے Holocaust کے نام پر مغربی دنیا سے طرح طرح کی مراعات حاصل کر رکھی ہیں، وہی یہودی آج اپنے شکاریوں کے ساتھ مل کر ایک دوسری قوم سے اسی سلوک کو دھرا رہے ہیں۔ کہاں گیا انکا شلوم؟ کمال تو یہ ہے یہ تمام ناانصافیاں امن اور انصاف کے علمبرداروں کی مرضی اور مدد سے کی جارہی ہیں۔ شاید مغربی اقوام اپنے ضمیر کے بوجھ کو فلسطینیوں کے خون سے دھو کر ریکارڈ صاف کرنا چاہتے ہیں۔

اقوامِ متحدہ کی فلسطینی پناہ گزینوں کے معاملات کی نگراں ایجنسی UNRWA کے مطابق ۱۹۸۵ء میں فلسطینی پناہ گزینوں کی تعداد ۲،۱۱۹،۸۶۲ تھی جن میں سے تقریباً آدھے آج بھی کیمپوں میں رہ رہے ہیں۔ ظلم وستم، دہشت و بربریت کا مظاہرہ روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ حقوقِ انسانی پامال ہو رہے ہیں، بنیادی حقوق غصب کئے جارہے ہیں، عالمی قوانین ٹوٹ رہے ہیں مگر نہ تو حقوقِ انسانی اور تہذیب کے علمبرداروں کے کانوں پر جوں رینگتی ہے اور نہ ہی امتِ مسلمہ اس کرب کو محسوس کرتی ہے۔ صہیونی دہشت گرد تنظیموں ارگون اور سٹرن گینگ کے

لیڈر، بیگن اور شمیر جیسے دہشت گردوں کو، جنہوں نے ہزاروں بے گناہ فلسطینی عورتوں، آدمیوں اور بچوں کو اپنی بربریت کا نشانہ بنایا اور ان کی لاشوں پر صہیونی قوم کیلئے فلسطین میں اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار کی، انکے انگریز آقاؤں نے تحفظ فراہم کیا اور یہ لوگ بالآخر اسرائیل کے وزارتِ عظمیٰ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اس سے زیادہ بدترین منظم عالمی دہشت گردی کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

صہیونیت دراصل ایک متعصب، تمام اقوام سے برتر قومیت کے فلسفے اور ماضی بعید کی گمشدہ مذہبی روایات پر مبنی تحریک ہے جو کہ گزشتہ دو صدیوں کے یورپی استعماری نظام میں ایک سیاسی ایجنڈا لیکر ابھری اور اسرائیل اس کا پھل ہے۔ عرب اور مسلمان دشمنی ان کے رگ و ریشے میں پیوست ہے۔ صہیونیت کا دعویٰ ہے کہ ان کو حق حاصل ہے کہ وہ فلسطین واپس آئیں کیونکہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انکے وارثوں کو فلسطین کی سرزمین دیگا اور یہ انہوں نے ۳ ہزار سال پہلے وہاں حکومت کی ہے۔

یہ دلیل بے بنیاد ہے اسلئے کہ فلسطین میں صدیوں سے آباد عرب بھی یہودیوں کی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ علاوہ ازیں فلسطین پر یہودیوں کا کوئی تاریخی حق بھی نہیں بنتا اس لئے کہ تاریخ میں کسی وقت بھی فلسطین میں صرف اور صرف یہودی آباد نہیں تھے اور جو آباد تھے وہ بھی صدیوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ مقامی عرب آبادی کے ساتھ گھل مل گئے، زیادہ تر یا تو مسلمان ہو گئے یا عیسائی۔ موجودہ یوروپین یہودی جو کہ صہیونی تحریک کے بانی اور علمبردار ہیں اور جو فلسطینیوں کو انکے وطن سے بیدخل کر کے انکی زمین پر قابض ہوئے ہیں، وہ خود غیر سامی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ یہودی دراصل ایشیائی خازار قوم (KHAZAR) سے تعلق رکھتے

ہیں جنہیں ہزار سال پہلے انکے بادشاہوں نے زبردستی یہودی بنایا تھا۔ انکا فلسطین کی ارضِ مقدس، حضرت ابراہیم ؑ کی نسل اور اللہ کے وعدے سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

مغربی ذہن میں یہودی لابی نے اپنے پراپیگنڈے سے یہودیوں کی ارض مقدس واپسی کا ایک ایسا رومانی ہیولا تخلیق کر دیا ہے کہ موجودہ صیہونی تحریک ان کی نظروں میں ایک ترقی یافتہ، انسانیت کی علمبردار اور روشنی کی علامت بن گئی ہے۔ گویا اسرائیل کا قیام ایک مقدس فریضہ اور انصاف اور سچائی کا دوسرا نام ہے۔ ان کے خیال میں اسرائیل مشرقِ وسطیٰ میں واحد مہذب اور جمہوری مملکت ہے۔ درجِ ذیل میں چند مہذب اور جمہوری یہودیوں کے بیانات سے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ آپ کو بھی اندازہ ہو کہ درحقیقت یہ یہودی کس قدر متعصب اور متشدد ذہنیت کے حامل ہیں:

''مجھے ابھی تک کسی عرب کو قتل کرنے کا اعزاز حاصل نہیں ہوا ہے۔'' (رابی موشے لیوینگر ۱۹۸۹ء)

''یہودی اور غیر یہودی کے خون کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔'' (رابی گنسبری، نابلس کے مذہبی اسکول کے سربراہ، مورخہ مئی ۱۹۸۹ء)

''کوئی عربی گاؤں نہیں...... یہ سب یہودی گاؤں ہیں جس میں عارضی طور پر عرب رہتے ہیں۔'' (رابی میر کاہان، کاخ تحریک، اپریل ۱۹۸۹ء)

''عرب جانور سے بہتر نہیں ہیں۔ انکے ساتھ غلاموں جیسا سلوک لازمی ہے۔'' (رافائل ایٹان، سابق چیف آف سٹاف، اگست ۱۹۸۸ء)

''......گروہ (فلسطینی) انسان تھوڑی ہیں، وہ عوام نہیں ہیں بلکہ عرب ہیں۔'' (ڈیوڈ

CamScanner

ہاکوہن، چیئر مین کنیسٹ کی امورِ خارجہ کمیٹی، اکتوبر ۱۹۷۳ء)

,,فلسطینی نام کی کوئی چیز نہیں ہے......ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔'' (اسرائیل کی سابق وزیرِ اعظم گولڈا میئر، جون ۱۹۶۹ء)

,,صرف وہی عرب اچھا ہے جو مر چکا ہو۔'' (مغربی کنارے کا ایک یہودی نو آبادکار)

(حوالے مندرجہ Shalom Rings Hollow مصنف احمد شولی)

"یایها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود و النصٰری اولیاء. بعضهم اولیا ء بعض. و من یتولهم منکم فانهه منهم. ان اللّٰہ لا یهدی القوم الظالمین." (المائده ۵۱)

,,اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ سمجھا کرو، یہ لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ پس جو ان سے دوستی کریگا وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ ظالموں کو ھدایت نہیں دیتا۔''

CamScanner

نیا عالمی نظام اور امریکی عزائم

يا يها الّذين آمنوا لا تتخذوا الذين اتخذوا دينكم هزواً ولعبا من الذين

اوتوا الكتاب من قبلكم والكفار اولیآء. واتقوا الله ان كنتم مؤمنين.

''اے ایمان والو! جن لوگوں نے تمہارے دین کو ہنسی مخول بنا رکھا ہے، جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی

انکو اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم ایماندار ہو۔'' (المائدہ ۵۷)

سنگاپور میں ایشیا پیسفک ممالک کے ایک حالیہ اجلاس کے موقع پر امریکہ کی وزیرِ خارجہ میڈلین البرائٹ نے کہا تھا کہ اس دنیا میں وہی ہوگا جو امریکہ چاہے گا۔ بیسویں صدی کی آخری ششماہی میں امریکی وزیرِ خارجہ کے یہ الفاظ درحقیقت اکیسویں صدی کے لئے ہیں کیونکہ امریکہ کو اعتماد ہے کہ بیسویں صدی ختم ہونے سے تقریباً دو دہائیاں پہلے بیسویں صدی میں ابھرنے والے سب سے بڑی فوجی قوت روس کو وہ ختم کر چکا ہے۔ چنانچہ اسے بظاہر کوئی بڑا فوجی خطرہ درپیش نہیں ہے۔ اسی بنا پر امریکہ اس دنیا کو اپنی خواہشات کے مطابق متشکل کرنے کیلئے اپنی فوجی قوت کی بنیاد پر اپنی سیاسی اور اقتصادی قوت کو استعمال کر رہا ہے۔ مثلاً حال ہی میں امریکی صدر نے کانگریس سے یہ اختیار حاصل کر لیا ہے کہ وہ مذہبی امتیاز برتنے والے کسی بھی ملک کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر سکتا ہے۔ امریکہ خود کو دنیا کی واحد سپر پاور قرار دیتے ہوئے اکثر و بیشتر اپنی من مانیاں کرنے میں مصروف ہے۔ جس کی سب سے بڑی مثال خلیج میں امریکیوں کی مستقل موجودگی اور حال ہی میں برطانیہ جیسی بدنام زمانہ نوآبادیاتی طاقت کے ساتھ مل کر عراق پر حملے اور اس سے قبل سوڈان اور افغانستان پر میزائلوں کی بارش اور پاکستان کی فضائی سرحدوں کی پامالی کرتے ہوئے ان میزائلوں کی تباہ کاریوں کا نشانہ بنانا شامل ہے۔

شاہ ایران کے خلاف کامیاب، بھرپور اور وسیع ترین اسلامی انقلاب نے شاہ کی سرپرست طاقتوں یعنی یورپ اور امریکہ کو بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔ اسلام کے نام پر اتنے بڑے پیمانے پر عوام کا اٹھ کھڑا ہونا ان طاقتوں کے لئے خارج از گمان بات تھی اور چونکہ پورے عالم اسلام میں اس اسلامی انقلاب کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا، اس لئے مغربی طاقتوں کی نیندیں حرام ہونا فطری بات تھی۔ ایران میں نئی اسلامی حکومت کے قیام کے بعد امریکہ کی قومی سلامتی امور کی کونسل نے صورتحال پر غور کرنے کے بعد ایک چار رکنی کمیٹی تشکیل دی جس کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ وہ غور و فکر کے بعد سفارشات پیش کرے کہ ''دنیا میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کو کس طرح روکا جائے''۔ اس کمیٹی کی تشکیل اور اس کے ارکان کے نام انھیں دنوں اخبارات میں اگرچہ شائع ہوئے تھے مگر اس کی تشہیر بالکل نہیں ہوئی تھی۔ کویت کے رسالے **المجتمع**' نے غالباً اسے شائع کیا تھا اور جہاں تک یاد پڑتا ہے اس مضمون کا اردو ترجمہ ہفت روزہ 'زندگی' میں بھی شائع ہوا تھا۔

تھوڑے ہی عرصے بعد ایران عراق جنگ شروع ہو گئی اور اس گھن گرج میں امریکی عزائم کی وضاحت کرنے والا یہ مضمون لوگوں کے ذہن سے نکل گیا۔ بعد کے حالات کے سنجیدہ اور بغور مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ عراق-ایران جنگ کو جس طرح مغربی طاقتوں نے ہوا دی ہے اس کا مقصد ایک طرف اسلامی طاقتوں کو دو حصّوں میں بانٹنا اور دوسری طرف مسلمانوں کی عسکری قوت کو کچلنا تھا۔ ایران اور عراق کی سرزمین پر جس قدر مسلمانوں کا خون بہا تھا اس سے ان طاقتوں کو تسکین نہ ہوئی تو عراق سے کویت پر حملہ کرا دیا گیا جس سے کئی فوائد حاصل ہوئے۔

ا۔ عراق کی عسکری قوت کو کچلنے کا جواز فراہم ہو گیا جو ایران کے خلاف ان ہی طاقتوں کے تعاون سے بنی تھی۔

CamScanner

۲۔ کویت کو سزا دینے کا موقع مل گیا کہ اس کی دولت سے افریقہ کے متعدد ملکوں میں وسیع پیمانے پر اسلام کی دعوت کا کام ہو رہا تھا۔

۳۔ کویت سے عراق کے انخلاء کی کوشش کے نام پر عراق پر جو حملہ ہوا اس کی موافقت و مخالفت میں جو طوفان اٹھا اور اس نے ملّی وحدت کو جس طرح تار تار کیا اس کی تلافی شاید مدت دراز تک نہ ہو سکے۔

۴۔ آخری بات یہ کہ اس ڈرامے کے باعث امریکہ کو مشرقِ وسطٰی میں قدم جمانے کا موقع مل گیا۔

الغرض اس ساری مہم کا مقصد صرف یہ تھا کہ اسلام کے روز افزوں بڑھتے ہوئے اثرات کو حتی الامکان روکا جائے۔ اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے نام نہاد 'نئے **عالمی نظام**' کے نعرے پر غور کیجیے اور اس نظام کو نافذ کرنے کے بعض طریقوں کا مطالعہ کیجیے جن کا ذکر امریکہ کی قومی سلامتی کونسل کی اس رپورٹ میں آیا ہے جس کا کچھ حصہ قطر کے روزنامے **'الرایہ'** کی ۲۴ جنوری ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔

۱۔ مستقبل کے حفاظتی انتظامات میں امریکہ کے علاوہ فرانس، انگلینڈ، اٹلی اور روس کی شمولیت ضروری ہے۔

۲۔ ان کے علاوہ کچھ غیر مغربی ممالک مثلاً ایران و ترکی کی شمولیت بھی ہونی چاہیے تا کہ ان ممالک کے ساتھ مل کر کام کریں جو عراق کے خلاف محاذ میں شامل تھے۔ مثال کے طور پر خلیجی ممالک نیز مصر و شام اور مراکش۔

۳۔ مستقبل میں ہماری سیاست میں اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی فوجی طاقت

CamScanner

کو اس حد تک ختم نہ کیا جائے کہ اس کے بدلے دوسری طاقت کو آگے لانا پڑے جیسا کہ ایران و عراق میں ہوا۔ اس لئے مستقبل میں طاقت کے توازن کا خیال رکھنا ہوگا۔ لیکن یہ خیال رہے کہ کوئی بھی عرب ملک یا ترکی و ایران یا ایتھوپیا اس قابل نہ ہو سکیں کہ علاقے میں امریکی مفادات کیلئے خطرہ بنیں۔

۴۔ خلیجی ممالک کی دفاعی فوجی طاقت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے فوجی تربیت لازمی قرار دینی ہوگی اور ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ پڑوسی ممالک اس قابل نہ ہو سکیں کہ خلیجی ملکوں پر حملہ کریں۔

۵۔ عمومی تباہی پھیلانے والے اسلحے عرب اور اسلامی ملکوں کو فروخت نہ کئے جائیں۔ اور اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو ان باتوں کا خیال رکھا جائے کہ:

الف۔ بھاری مقدار میں اسلحے نہ دیئے جائیں۔

ب۔ ایسے اسلحے نہ دیئے جائیں جنھیں ایک جگہ سے دوسرے جگہ آسانی سے منتقل کیا جاسکے۔

ج۔ ان ہتھیاروں کے فاضل پرزے پورے نہ ہوں۔

د۔ مزید برآں ضروری ہے کہ یہ اسلحے پانچوں مغربی طاقتوں کی زیر نگرانی ہوں۔

ح۔ بعض مخصوص نوعیت کے اسلحے ہرگز فروخت نہ کئے جائیں بلکہ کرائے پر فراہم کئے جائیں۔

۶۔ اس کے علاوہ ان میں ایک امن فوج تیار کی جائے جس میں مصر و شام کے علاوہ بعض غیر عرب ممالک جیسے ایران، ترکی اور ایتھوپیا کی بھی تھوڑی سی نمائندگی ہو۔

۷۔ خلیجی ممالک کی دولت جو جارحانہ حملوں کی پشت پناہی کے قابل ہو چکی ہے اس کی تقسیم کیلئے ایک تعمیراتی بینک قائم کیا جائے جسے خلیجی ممالک چلائیں لیکن اس کی بنیادی پالیسی امریکہ، برطانیہ اور فرانس وضع کرینگے اور اس بینک کی ذمہ داری ہو گی کہ:

الف۔ امن فوج کی سرپرستی کرے۔

ب۔ ان ممالک میں بڑے بڑے تعمیراتی منصوبوں پر کام کرے جنہوں نے اتحادی فوجوں کا ساتھ دیا تھا۔

ج۔ ان میں سے بعض منصوبے کچھ غیر عرب ممالک میں ہوں گے جو علاقے کے امن و سلامتی میں نمایاں کردار ادا کرینگے جیسے ایران، ترکی اور ایتھوپیا۔

د۔ برائے نام امداد بعض ''بے حیثیت'' حکومتوں کو بھی دی جاسکتی ہے جیسے یمن، تونس اور سوڈان۔ اور یہ معمولی امداد دیتے وقت یہ باور کرایا جائے کہ ان امداد سے صرف غیر اہم اور معمولی تعمیراتی منصوبوں میں مدد لی جائے۔ اس امداد کی غیر معمولی تشہیر تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعہ کی جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس امداد کو ان ملکوں کے سیاسی فیصلوں پر اثر انداز ہونے کیلئے استعمال کیا جائے۔

۸۔ وہ تمام عرب ممالک جن کی حکومتیں امریکی دائرہ اثر سے باہر ہیں ان کا نظام حکومت تبدیل کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک خلیجی ممالک کا تعلق ہے تو ان ممالک کی حکومتوں کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ امریکی فیصلوں کو مان لیا کرتے ہیں۔ اس لئے امریکی مفادات کی خاطر ان کی حکومتوں کی بقا ضروری ہے۔ البتہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اختیارات ایسے ہاتھوں میں رہیں جنھوں نے مغربی

ممالک میں تعلیم حاصل کی ہے۔

دیگر ممالک

شام: حافظ الاسد ہمارے لئے قابل قبول رہنما ہیں۔ انہیں کام کرنے کا موقع دینا اس علاقے میں ضروری ہے۔ شام کے حالات اور اس کا معیار اس قدر بلند کرنا چاہئے کہ حافظ الاسد علاقے مرد آہن بنکر ابھریں کیونکہ انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

مصر: باوجود یہ کہ موجودہ حکومت نے صحیح اور قابل قبول فیصلے کئے ہیں۔ پھر بھی نئے چہروں کو آگے لانا ضروری ہو گیا ہے۔ عبدالناصر، اور سادات کے زمانہ حکومت میں آزادی رائے کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا جس کا جمہوریت پر برا اثر پڑا ہے۔ اس لئے مصر میں جمہوریت کو پروان چڑھنے کا موقع دینا چاہئے تاکہ تمام لوگ آزادی کے ساتھ اور اپنی مرضی کے مطابق رہ سکیں۔ بنیاد پرستوں کو کچلنے کا یہی طریقہ ہے۔

اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات کو روکنے اور مسئلہ فلسطین کو صَرف نظر کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات ضروری ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کی طاقت ختم کرنے کے لیے انہیں متضاد امور میں الجھانا چاہئے تاکہ وہ ایک دوسرے سے لڑتے رہیں۔ جیسے محمد الغزالی کی تحریروں کو "اسلام میں عورت کی حیثیت" کے موضوع پر بحث مباحثہ کا ذریعہ بنایا جائے۔

۲۔ خلیجی ممالک کی وہ حکومتیں جو سختی سے اسلامی شریعت کے احکام نافذ کرتی ہیں ان کو بدلنے کی ضرورت ہے اور اگر کوئی دوسری حکومت اسلامی شریعت نافذ کرتی ہے تو اس کو ختم کرنے کو کوشش کی جائے۔ جیسے سعودی عرب میں شرعی حدود کا نفاذ ہے۔ اسی کے

CS CamScanner

ساتھ بعض شیوخ کو ہٹانا ہوگا اوران کی کارکردگی پر قدغن لگانی ہوگی۔ اور ہر قسم کے اسلامی نشاط اور کارکردگی کا گلا گھونٹ دینا اشد ضروری ہے۔حکومتوں کی تبدیلی کے ذریعہ بعض شرعی احکامات کو حکومتی معاملات میں حیثیت نہ دی جائے تا کہ وہ رائے عامہ پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ اسلامی ذہن رکھنے والے افراد کو اہم سرکاری ملازمت و منصب نہ حاصل کرنے دیا جائے۔ اور یہ صرف خلیجی ریاستوں ہی میں نہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک میں ان باتوں کا خیال رکھا جائے۔ یاد رکھیے کہ اسلام پسندوں کو تعلیم اور ذرائع ابلاغ پر ہرگز اثر انداز نہ ہونے دیا جائے۔ یہی طریقہ ہوگا رائے عامہ کو اسلام پسندوں کے اثر سے بچانے کا۔ مثال کے طور پر عبدالمعز، عبدالستار اور یوسف قرضاوی کا غیر معمولی اثر ہے۔ بعض عراقیوں کو کویتی شہریت مل گئی تھی وہ خاصے مالدار ہو گئے تھے اور اسلامی عناصر کی سرپرستی کرنے لگے تھے۔ سعودی عرب میں مناع القطان کی کافی شہرت ہے۔ اسلامی ذہن رکھنے والے افراد کو نہ صرف ذرائع ابلاغ بلکہ اجتماعی امور اور تفریحی میدانوں میں بھی کام نہ کرنے دیا جائے کیونکہ اس طرح انھیں ان کے ملک سے باہر بھی شہرت وحیثیت حاصل ہو جائے گی۔

۳۔ اس بات کا بہت زیادہ خیال رکھا جائے کہ خلیجی ملکوں میں عرب اور مسلم لیبر نہ لائے جائیں بلکہ صرف فلپائن، سری لنکا اور تھائی لینڈ سے لائے جائیں۔ کیونکہ غیر مسلم لیبر اسلامی اخلاق اور اسلامی اقدار کو ختم کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہونگے۔ اگر مذکورہ ملکوں کے علاوہ لیبر کی ضرورت ہو تو اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ لیبر بنگلہ دیش اور پاکستان سے نہ لائے جائیں، اس کے لئے دوسرے ملکوں سے رابطہ قائم کیا جائے۔

۳۔ مذکورہ مقاصد پورے کرنے کے لئے تعلیم و ثقافت کے نظام میں یکسر تبدیلی لائی جائے اور ریڈیو نیز ٹیلی ویژن پروگراموں میں وسعت پیدا کی جائے۔ اسلامی تنظیموں کے درمیان تصادم ومحاذ آرائی کی کیفیت پیدا کی جائے اور عداوت کی تخم ریزی کی جائے مثلاً فلاں سلفی ہے فلاں اخوانی ہے وغیرہ وغیرہ۔ وہ تمام ممالک جہاں اسلامی رجحان فروغ پا رہا ہے ان میں خوب پھوٹ پیدا کی جائے اور نو بہ نو مسائل اور مشکلات کھڑی کی جائیں۔"

خلیجی جنگ کے خاتمے کے بعد سے بین الاقوامی ذرائع ابلاغ 'نئے عالمی نظام' کا مژدہ سناتے رہے ہیں۔ گزشتہ ایک سال کے عرصے میں عالم اسلام میں رونما ہونے والے حالات پر نظر ڈالی جائے اور الجزائر کے انتخابات سے افغانستان کے تازہ حالات کا جائزہ لیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا رپورٹ نہ صرف یہ کہ عملی جامہ پہن چکی ہے بلکہ بہت تیزی سے اس پر عمل ہو رہا ہے۔ کویت یونیورسٹی کے پروفیسر عبداللہ نفیسی کا ایک مضمون کویت کے روزنامہ ، '**السیاسه**' کے ۱۹۹۵ء کے کسی شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے بڑا اچھا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

"ہم خلیج کے لوگوں کی مثال ہائی جیک ہونے والے جہاز کے مسافروں کی سی ہے جو اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے، ہم وہی کچھ کرنے پر مجبور ہیں جس کا ہائی جیکرز ہم کو حکم دیتے ہیں۔"

(خلاصہ "امریکی قومی سلامتی کی رپورٹ" مطبوعہ روزنامہ '**الرایه**' قطر

مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۲ء مترجم ظہور الاسلام)

عالم اسلام کے خلاف تیار ہونے والی

یہودی سازش

"وَلولا ان کتب الله علیهم الجلاء لعذبهم فی الدنیا. ولهم فی الآخرة عذاب النار.

ذ لك بانهم شآقوا الله ورسوله. ومن یشآق الله فان الله شدیدالعقاب."

"اور اگر خدا نے انکی تقدیر میں جلاوطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا ہی میں ان کو عذاب کرتا اور آخرت میں ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے۔اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کی ہے...." (الحشر۔۳۔۴)

بیسویں صدی کے آغاز میں عالمی صہیونی تنظیم کی مرکزی کمان نے ایک منصوبہ بنایا کہ کس طرح وہ ساری دنیا پر اپنی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔اس منصوبہ کا تحریری مسودہ ایک جرمن جاسوس نے پروٹوکول نامی کتاب میں شائع کیا۔اس میں سے چند منصوبے درجِ ذیل ہیں:

۱) مذہب کی حکومت کے دن لد گئے اور آزادی کا تخیل ناممکن العمل ہے۔کسی قوم کو افراتفری کا شکار کرنے کیلئے یہ کافی ہے کہ اس کو خودمختاری دے دی جائے۔یہ وہ موقع ہوتا ہے کہ اس قوم میں فرقہ واریت کو ہوا دے کر خانہ جنگی تک کروائی جا سکتی ہے اور نتیجتاً قوم بالکل تباہ ہو جاتی ہے۔

۲) ذرا نشہ میں ڈوبے ہوئے انسان نما جانوروں کا جائزہ لیں جن کو شراب خوری نے بے عقل بنا دیا ہے۔آزادی کے ساتھ شراب کا بے محابا استعمال شروع ہو جاتا ہے، یہ ضروری ہے کہ نوجوان نسل شراب کے نشہ میں ڈوبی رہے۔نوجوان نسل احمقانہ حد تک قبل از تاریخ کی گرویدہ ہو چکی ہے اور اس کیلئے انھیں ہمارے مخصوص ایجنٹوں

CS CamScanner

(ہمارے زرخرید امراء کے گھروں میں کام کرنے والیاں، بکے ہوئے مذہبی علماء اور ہماری وہ عورتیں جو فحاشی کے اڈوں پر ہوتی ہیں) نے راغب کیا ہے۔ ایجنٹوں کی اس فہرست میں وہ نام نہاد سوشل خواتین بھی شامل ہیں جو دیکھا دیکھی فحاشی اور عیاشی کو آسانی سے اپنا لیتی ہیں۔

۳) آزادی، مساوات اور اخوت کا نعرہ سب سے پہلے ہم نے لگایا تھا اور پھر وقت کے احمق اس چکمے میں پھنس کر رٹے رٹائے طوطوں کی طرح یہی نعرہ لگانے لگے۔ وہ اس قدر احمق تھے کہ ان الفاظ کے باہمی تعلق اور تضاد کو نہ سمجھ سکے، نہ یہ دیکھ سکے کہ فطرت میں مساوات ہے ہی نہیں اور آزادی ممکن نہیں۔ فطرت نے ہر شے کو اپنے قوانین کا بلا چون و چرا محکوم بنایا ہے اور خود ہی ذہنی، کرداری اور صلاحیتی عدم مساوات کو برقرار رکھا ہے۔

۴) یہ پریس ہی ہے جس کی بدولت آزادی گفتار کامیابی حاصل کرتی ہے لیکن غیر یہود حکومتوں کو ان کا استعمال نہیں آتا، یہ طاقت ہمارے قبضے میں آچکی ہے۔ پریس ہی کے ذریعے ہم نے اثر انگیزی کی قوت خود کو پسِ پردہ رکھ کر حاصل کی ہے، پریس ہی کی بدولت ہم دنیا کا بیشتر سونا قبضہ میں لا چکے ہیں۔

۵) ہم نے طاقت اور اختیار کے متلاشی لوگوں کو طاقت کے بے جا استعمال پر مائل کرنے کیلئے تمام طاقتوں کو ایک دوسرے کے بالمقابل لا کھڑا کیا ہے۔ ان کی آزاد خیالی کے رجحانات کو آزادی کی خواہش میں بدل دیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے ہر تحریک (جماعت) کو مسلح کر دیا ہے بس اب عالمی بدنظمی اور دیوالیہ

پن کے سوا کچھ بھی نہیں۔

۶) غربت، افلاس، بیماری اور مشقت میں عوام کو گرفتار کر دیا گیا ہے جو کہ جاگیرداروں اور پرانے وقتوں کی غلامی سے زیادہ موثر ہے۔غلام یا مزدور جاگیرداروں سے آزادی تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن احتیاجات سے کبھی بھی پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ایک غریب آدمی کے لئے جمہوری حقوق ایک دلدوز مذاق سے زیادہ نہیں۔غریبوں کی مدد کرنے کے بجائے یہی جمہوری حقوق اسے ہڑتالوں اور مالکان کی تالا بندیوں کی صورت میں مستقل اور یقینی روزگار سے محروم کرتے ہیں۔

۷) قانون فطرت اطاعت وفرمابرداری کا حکم دیتے ہیں۔اور تمام لوگ مذہبی رہنما کی رہبری میں مکمل خود اعتمادی کے ساتھ زمین پر خدا کی حاکمیت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے گامزن رہتے ہیں۔چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مذہب کی بیخ کنی ہمارے لئے ناگزیر ہے۔یہ ضروری ہے کہ غیر یہود کے ذہنوں سے مذہبی، روحانی اور خدائی اصول وقوانین کو اکھاڑ پھینکیں اور ان کے ذہن صنعت وتجارت کی طرف موڑ دیں تاکہ اصل صورتحال کے بارے میں سوچنے اور سمجھنے کا وقت اور موقع نہ مل سکے۔

۸) ممکن ہے کہ ہمارے مخالف مل کر ہمارا کامیاب مقابلہ کر لیں۔اس خطرے کے سدّ باب میں ہم نے ان تمام مخالفین کے درمیان مذہبی اور نسلی منافرت اور انکی انفرادی اور اجتماعی وقومی دلچسپیوں کے درمیان وسیع خلیج پیدا کر دی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کی اگر ایک حکومت ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے تو اسے کسی طرف سے بھی امداد نہیں ملتی۔

CamScanner

۹) ہر زمانے میں دنیا کے تمام لوگ اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی اعمال سے زیادہ اقوال کو قبول کرتے ہیں۔ لہذا ہم ایسے نمائشی غیر سرکاری ادارے Non-Governmental Organisations بنائیں گے جو عوامی اجتماعات میں زبانی طور پر ترقی کی راہ میں اپنی فائدہ مندی کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہیں گے۔

۱۰) قومی خامیوں، بری عادات، جذبات اور شہری زندگی کو اس قدر لامتناہی بنا دیا جائے کہ افراتفری میں کوئی اپنے محسن و مجرم کو پہچان نہ سکے، انفرادی ہمت و جرأت ختم ہو جائے، پارٹیوں کے درمیان نفرت پیدا ہو جائے اور آج جو اجتماعی قوتیں ہمارے سامنے جھکنے کو تیار نہیں وہ ختم ہو جائیں۔

۱۱) ہم عنقریب بڑی بڑی اجارہ داریاں قائم کرنا شروع کر دینگے اور دولت کے ایسے بڑے بڑے انبار جمع کر لیں گے جن پر غیر یہود کا مکمل دارومدار ہوگا۔ چنانچہ غیر یہود ممالک کے قرضے اس قدر بڑھ جائیں گے کہ وہ ان قرضوں کے بوجھ تلے سیاسی بربادی سے دوچار ہو جائیں گے۔

۱۲) ہمیں تجارت اور صنعت پر کنٹرول رکھنا ہوگا۔ غیر یہود کی صنعت کی تباہی کے لیے سٹہ بازی سے مدد لینا ہوگی۔ سٹہ بازی سے صنعت میں ہمارے حق میں توازن پیدا ہوتا ہے اگر صنعت میں سٹّہ بازی نہ ہو تو اس میں سرمایہ لوگوں کی جیبوں میں چلا جائیگا اور زرعی اراضی بنکوں کے قرضوں کے بوجھ سے آزاد ہو جائیگی۔ ہم چاہتے ہیں کہ صنعت زرعی شعبہ سے سرمایہ اور کارکن دونوں کو نکالے اور پھر سٹہ بازی کے ذریعے دنیا کی تمام دولت ہماری جھولی میں ڈال دے اور اس طریقے سے تمام غیر یہود کو

معاشرے کا پست ترین طبقہ بنادیا جائیگا۔

۱۳) مدت سے ہم دینی علماء کو بدنام کرنے میں مصروف ہیں اور اس طریقہ کار سے دنیا میں ان کی تبلیغ کو تباہ کر رہے ہیں۔ ان کی یہ تبلیغ آج بھی ہمارے راستے کا پتھر بنی ہوئی ہے البتہ اس تبلیغ کا لوگوں پر اثر روز بروز کم ہوتا جارہا ہے۔ ہمارا پریس مذہب پر براہِ راست تنقید کر رہا ہے اور اس کو جمہوری حقِ آزادی کے خلاف کہتا ہے اور مذہب کو دقیانوسی اور بنیاد پرستی کہتا ہے۔

۱۴) غیر یہود کے غیر ترقی یافتہ وحشی دماغوں اور ذہنوں کے خیالات کی ناپختہ پرواز کس قدر عریاں ہے اس کا انعکاس اس امر میں ہے کہ وہ ہم سے سود پر قرض لیتے ہیں حالانکہ یہ بات کس قدر سادہ اور آسان ہوتی کہ وہ اپنے عوام سے یہ قرض حاصل کر لیتے۔ لیکن یہ ہمارے ممتاز و برتر دماغ کی غیر معمولی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہم نے قرضوں کا مسئلہ ان کے سامنے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ غیر یہودی اس میں اپنی فلاح دیکھتے ہیں۔

۱۵) غیر یہودی ملکوں کے بچوں کو اپنے ملک میں تعلیم کے بہانے بلوا کر انھیں اپنے رنگ میں رنگا جائے اور انہیں اپنے مذہب سے بیگانگی اور نفرت ہو جائے تا کہ وہ جب اپنے ملک جا کر اہم اور اعلی عہدوں پر فائز ہوں تو وہ ہمارے مقاصد کی تکمیل میں ہمارے لئے کار آمد بنیں۔

۱۶) مقبول سیاستدانوں کو خریدا جائے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل اور ہوسِ زر کا بھوت سوار کر کے شرفاء کی حکومت کا خاتمہ کر کے ان زر خریدر نے رٹائے طوطے کی

CamScanner

حکومت قائم کریں جو ہمارے اشاروں پر دولت کی خاطر ملکی اور مذہبی نقصان کی پرواہ نہ کریں۔

۱۷) دھوکہ بازی، غداری، جھوٹ، ملاوٹ، سفارش، رشوت اور چور بازاری کو ان میں عام کیا جائے تاکہ ان کا اخلاقی تشخص پارہ پارہ ہوکر بکھر جائے اور دنیا میں ان کا اعتبار ختم ہو جائے اور وہ دنیا کی نظروں میں مجرم بنے پھرتے رہیں۔

۱۸) آخر وہ کونسا مقصد ہے جس کے حصول کے لیے ہم نے یہ تمام مکارانہ منصوبہ ایجاد کیا؟ صرف یہی کہ ہمارا بکھرا ہوا قبیلہ جو مقام سیدھے طریقے سے حاصل نہیں کر سکتا اس کو ان گورکھ دھندوں کے راستے حاصل کیا جا سکے۔

(The Protocols of The Learned Elders of Zion سے اقتباس)

''ولن ترضیٰ عنک الیھود ولا النصاریٰ حتیٰ تتبع ملتھم۔''

''اور ہرگز راضی نہ ہوں گے یہ یہود اور یہ عیسائی جب تک کہ تم ان کے مذہب میں داخل نہ ہو جاؤ۔'' (البقرۃ ۱۲۰)

یہودی کمپنیاں اور ان کی مصنوعات
مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ

آج یہودی پوری دنیا کی صنعت پر چھائے ہوئے ہیں۔ان کا سرمایہ ہر ملک میں لگا ہوا ہے۔ بڑی بڑی تجارتی کمپنیوں اور مالی اداروں کے مالکان یہودی ہیں جو حکومتوں کو قرض اور ٹیکس دیتے ہیں اور اپنی مصنوعات کی قیمتیں بڑھا چڑھا کر عوام کا خون چوستے ہیں۔۔ان کمپنیوں کی مصنوعات خریدنا مسلمانوں کے خلاف صہیونی عزائم میں مدد دینے اور انکے جرائم میں شریک ہونے کے مترادف ہے کیونکہ ان کمپنیوں کے مالکان علی الاعلان اپنے منافع کا کچھ فیصد اسرائیل اور خفیہ صہیونی تنظیموں کے منصوبوں کی تکمیل کیلئے وقف کرتے ہیں۔

ان کمپنیوں میں باٹا شوز ،کوکا کولا، پیپسی کولا، ببل اپ ، لیور برادرس ،سوئس مس، ایڈمرل، ریولان، نیویا، اولیویا، میکس فیکٹر ،کول گیٹ، پالم اولو، Wranglar جو کپڑے اور دیگر مصنوعات بناتے ہیں، پنیر بنانے والے Rameck, Marks & Spensor, J-Sainsburry Food Stuffs, McDonnalds Burgers, کمپیوٹر بنانے والی کمپنی IBM وغیرہ وغیرہ۔یہ صرف چند مثالیں ہیں۔بڑے بڑے مالی ادارے اور بنک انکے علاوہ ہیں۔

خنزیر کا استعمال

سائنسی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ سوائے خنزیر کی چربی کے ہر جانور کی چربی انسانی جسم پر پگھل جاتی ہے مشہور زمانہ کاسمیٹکس بنانے والی کمپنیاں خنزیر کی چربی ہی کو Lipsticks اور دیگر میک

CamScanner

اپ کے سامان میں استعمال کرتی ہیں۔کریموں میں بھی خنزیر کی چربی کے علاوہ اسقاط حمل کے ذریعے ضائع کئے جانے والے بچوں کی ہڈیوں سے حاصل شدہ ایک کیمیائی مرکب استعمال کیا جاتا ہے۔اسکا انکشاف فرانس کی ایک مشہور کمپنی Max factor کی گاڑی کی تلاشی کے دوران ہوا جس میں ان مردہ بچوں کے اجسام پائے گئے تھے جو جان بوجھ کر ضائع کئے گئے تھے۔حسب ذیل الفاظ جن چیزوں پر لکھے ہوں سمجھ لیں کہ ان میں جنزیر کی چربی اور گوشت وغیرہ شامل ہیں:

۱۔ پگ ،ہاگ اور سوائن یہ خنزیر ہی کے نام ہیں۔

۲۔لارڈ Lard خنزیر کی چربی کو کہتے ہیں۔

۳۔ جیلیٹن Gelatin یا جیلو ایک سیال ہے جس میں زیادہ تر جزو خنزیر کی کھال، ہڈیوں اور کھروں کا ہوتا ہے۔

۴۔پیپسن Pepsin جس میں خنزیر کا خون ہوتا ہے جسے پیپسی کولا میں ملاتے ہیں۔

۵۔برسل Bristle خنزیر کے بالوں کو کہتے ہیں جس سے شیونگ برش بناتے ہیں۔

۶۔Bacon, Ham, Pork خنزیر کے گوشت کے مختلف نام ہیں۔

۷۔L-Shortenning, Animal Shortenning ایک تیل ہے جس میں عام طور پر کھانا پکایا جاتا ہے،اس میں زیادہ تر خنزیر کی چربی ہوتی ہے۔کھانے پینے کی کئی اشیاء میں اکثر Emulsifiers شامل کئے جاتے ہیں جنکے نام مختف کرکے لکھا جاتا ہے مثلاً E115۔یہ بھی اکثر و بیشتر خنزیر یا اور دیگر جانور کی چربی سے

حاصل ہوتے ہیں۔ یہودی کمپنیاں ان کا استعمال اپنی مصنوعات میں کرتی ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں زیادہ تر بسکٹ، پنیر، روٹیاں، چاکلیٹ، آئس کریم، ٹوتھ پیسٹ، صابن وغیرہ میں خنزیر کی چربی شامل ہوتی ہے۔ سیرپ کی شکل میں ادویات میں الکحل شامل ہوتا ہے اور کیپسول جیلیٹن سے تیار کئے جاتے ہیں۔

مزکورہ بالا اشیاء کا استعمال شرعی لحاظ سے حرام اور طبّی لحاظ سے نقصان دہ ہے۔ جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دیگر بیماریوں کے علاوہ ان اشیاء کے استعمال سے طرح طرح کے جلدی امراض رونما ہوتے ہیں مثلاً خارش، الرجی، جلد کا لٹک جانا وغیرہ۔

(تحقیق: ڈاکٹر محسن رضا، پاکستان سائنس فاؤنڈیشن)

حلال و حرام کا اسلامی فلسفہ

صانع (Manufacturer) جب کوئی چیز بناتا ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ اس مشینری کی بہتر اور دیرپا کارکردگی کیلئے ایک رسالہ بھی ترتیب دیتا ہے جن میں ضروری ہدایات ہوتی ہیں مثلاً کس طرح اس کو چلانا ہے، کون سا تیل ڈالنا ہے، کس طرح اس کی Maintenance کرنی چاہئے وغیرہ وغیرہ۔ ہم اس معاملے میں اتنے حساس ہیں کہ اپنی پوری کوشش صرف کرتے ہیں کہ Instruction Manual کے مطابق عمل کریں۔

انسان اللہ تعالیٰ کی صناعی کا شاہکار ہے اور اس سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے کہ اس تخلیق کی بقا اور بہتر کارکردگی کا راز کس میں مضمر ہے؟ قران وحدیث کی شکل میں اللہ نے نہ صرف ایک نظامِ عمل

یعنی Instruction Manual دیا ہے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ اور انکے صحابہ نے اس پر عمل کر کے ہمارے لئے ایک Demo بھی دے دیا ہے۔افسوس کہ دنیاوی مشینری کے معاملے میں تو ہم اتنے حساس ہیں کہ کبھی بھی آپ نے نہیں دیکھا ہو گا کہ کسی نے پیٹرول کی گاڑی میں ڈیزل ڈالا ہو مگر بات جب اپنے جسم وروح کی صحت وکارکردگی کی آتی ہے تو اپنے خالق کی تمام ہدایات کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔

اسلام میں حلال اورحرام میں تمیز کرنے پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔نہ صرف کسب حلال پر زور دیا گیا ہے بلکہ اکل حلال کوتقوی ٰ کا معیار قرار دیا۔اللہ پاک فرماتے ہیں:

''اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال پاک چیزیں کھاؤ۔''

(البقرۃ ۱۶۸)

''اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال پاک چیزیں کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔'' (المائدہ ۸۸)

یہ کتابچہ حرام اور حلال کے مضمرات کو واضح کرنے کا متحمل نہیں ہوسکتا مگر اتنا ہر اہلِ ایمان کو غور کرنا چاہئے کہ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں اس کی اہمیت پر جس تواتر سے زور دیا گیا ہے آخر اس کی کیا وجوہات ہیں؟ حلال غذا ہمارے جسم، روح اور ذہن کو توانائی فراہم کرتی ہے۔ اسکے برعکس کرنے سے اگرچہ بظاہر جسمانی توانائی ملتی ہے مگر درحقیقت روحانی ڈپریشن اور ذہنی پراگندگی کا سبب بنتی ہے۔ جانتے بوجھتے حرام لقمہ کھانے والا اللہ کا گناہگار اور قابلِ مواخذہ ہے۔نادانستگی میں حرام شے کو کھانے والا اگرچہ شرعاً گناہگار نہیں ہوتا مگر روحانی ڈپریشن کا شکار ہو کر طبیعت آہستہ آہستہ بہت ہی غیر محسوس طریقے سے طاعات وعبادات سے بیزار اور مائل بہ

معاصی ہوتی جاتی ہے۔ جوں جوں اس میں اضافہ ہوتا ہے انسان گناہوں پر دلیر ہوتا جاتا اور کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کرنے میں کوئی جھجک نہیں رہتی۔ آج جو کچھ اسلامی معاشرے میں ہو رہا ہے وہ اس کا بیّن ثبوت ہے۔

اسلام دشمن قوتیں اور بالخصوص یہودی حلال اور حرام کے اس فلسفے کو اچھی طرح سمجھ چکی ہیں۔ خنزیر کی حرمت سے نہ صرف ہر مسلمان واقف ہے بلکہ عام مسلمان بھی جو اپنی روزمرہ کی زندگی میں متقی نہیں ہیں، وہ بھی اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو ٹھیس پہنچانے کیلئے اسلام دشمن قوتوں نے بارہا خنزیر کو حالتِ جنگ میں استعمال کیا ہے۔ مثلاً مسلمانوں کی لاشوں کا پیٹ چاک کر کے اسمیں خنزیر کا گوشت رکھ دینا۔

مگر اس سے زیادہ خطرناک وہ سازش ہے جس کا نشانہ ہماری روح بن رہی ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء اور روزمرّہ کے استعمال میں آنے والی چیزوں میں ایسے کیمیائی مادّوں کا استعمال جو خنزیر یا غیر ذبیحہ جانوروں سے حاصل کئے جاتے ہیں، یہ دراصل ایک ایسی سازش ہے جس کا نتیجہ مذہب سے بیزارگی، کھلم کھلا احکاماتِ الٰہی سے نافرمانی اور اخلاقی پستی کی شکل میں نکل رہا ہے۔ اور یہی اسلام دشمن قوتیں چاہتی ہیں۔

برادرانِ اسلام سے میری دردمندانہ اپیل ہے کہ خدا کے واسطے ان باتوں پر غور کریں۔ کیا مندرجہ بالا اشیاء کا استعمال شرعی اور عقلی لحاظ سے فائدہ مند ہے یا نقصان دہ؟ آپ خود فیصلہ کیجئے کہ کیا ان اشیاء کا استعمال یہود نوازی اور اسلام دشمنی ہے کہ نہیں؟ اسرائیل کے قیام کا مقصد ہی اسلام کو نیست و نابود کرنا ہے۔

CamScanner

پاکیزگی نصف ایمان ہے

ہمارے جسم وروح کی بقا کیلئے خالق کائنات کا قائم کردہ دوسرا اصول پاکیزگی وطہارت ہے۔ اسلامی دنیا پر انگریزوں کے اثر ورسوخ کا دوسرا شکار ہماری پاکیزہ طرزِ زندگی ہوئی ہے۔ آج کوئی مسلمان گھر آنہ ایسا نہیں ہے جہاں انگریزی طرز کے کموڈ نہ لگے ہوں۔ ان کو استعمال کرتے وقت ناممکن ہے کہ کموڈ کے پانی اور پیشاب کے چھینٹے نہ اڑیں۔ گویا کہ پاکیزگی برقرار رکھنا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو اس صورت میں پاکیزگی کا اہتمام کرتے ہونگے؟ کتنے لوگ ہیں جو اپنے معصوم بچوں کو انگریزی کموڈ کے استعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ناپاکی کا احساس دلاتے ہونگے؟ جس چیز کا خود انکو احساس نہ ہو وہ کیسے اس کی تعلیم دے سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

واللہ یحب المطھرین۔ (التوبہ ۱۰۸)

''اور اللہ پاک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔''

پاکیزگی کے ضمن میں سرکارِ دوعالم ﷺ کے کثیر ارشادات ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انکی امت کے اکثر لوگ پیشاب کی بداحتیاطی کی وجہ سے قبر میں عذاب دئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری) حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم) ناپاکی کی حالت میں ادا کی گئی کوئی بھی عبادت مقبول نہیں۔ دانستہ اور نادانستہ ناپاکی کے نتیجہ بھی بالآخر وہی نکلتا ہے جو دانستہ یا نادانستہ حرام شے کو جزوِ بدن بنانے پر ہوتا ہے۔ روحانی زوال، اخلاقی پستی، مذہب سے بیزارگی، اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکامات سے کھلم کھلا انحراف۔ کیا آج ہر اسلامی

معاشرے میں یہی سب کچھ نہیں ہو رہا ہے؟

طاغوتی قوتوں کا دوسرا سوچا سمجھا حملہ ہمارا پاکیزہ نظامِ زندگی پر ہوا اور یہ پہلے سے بھی زیادہ لطیف اور مبہم ہے۔ آدھا ایمان تو ہمارا پہلے ہی مشکوک تھا۔ باقی آدھا ایمان انگریزی کموڈ کی نظر ہو گیا! انا للہ و انا الیہ رٰجعون۔

اسلام تو ان شاءاللہ برقرار رہیگا مگر ہمارا ایمان یقیناً شدید خطرے میں ہے۔

"ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین۔" (البقرہ ۲۲۲)

"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

CamScanner

انگریز اور دیگر مغربی اقوام کا

مسلمانوں سے سلوک

مسلمان 800 برس تک ہسپانیہ پر حکمراں رہے لیکن انھوں نے انگلستان پر ایک حملہ تک نہ کیا اور نہ بعد میں برطانوی ایمپائر کے کسی حصے پر حریصانہ نگاہ ڈالی۔ دوسری طرف انگریزوں اور دیگر یوروپی اقوام نے ۲۰۰ سال سے زیادہ عرصے تک مذہب کے نام پر صلیبی جنگوں میں لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا اور بیت المقدس کی سڑکوں پر خون کی ندیاں بہا دیں۔ بالآخر سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان صلیبیوں کو منصورہ کے میداں میں شکستِ فاش دے کر بیت المقدس مسلمانوں کو واپس دلوایا۔ انہی انگریزوں نے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کو تباہ کیا، افریقہ کے کھوں مسلمان مرد عورتیں اور بچے غلاموں کی تجارت کے بھینٹ چڑھے۔ انیسویں صدی کے آخر میں انہوں نے مصر و سوڈان کو جالیا، موجودہ صدی کے شروع میں ترکوں کو بلقان سے نکالا، پہلی جنگِ عظیم میں ترکوں سے عراق، شام وعرب اور یورپ کے حصے چھین لیے۔ اور پھر تازہ دم یونان کو اس پر چھوڑ دیا۔ دوسری جنگِ عظیم میں ایران کو جا دبوچا۔ انگریز ہندوستان میں رہا تو صدا افغانی سرحدوں پر بم برساتا رہا۔ ۱۹۴۸ء میں کئی لاکھ عربوں کو تباہ کر کے فلسطین میں اسرائیل حکومت قائم کردی، پھر مصر پر حملہ کروا دیا اور شام کو بھی نہ چھوڑا۔ تقسیم ہند کے وقت کشمیر، حیدر آباد دکن، جونا گڑھ کی مسلم ریاستوں کو بھارت کے حوالے کر دیا اور ہندوؤں کے ساتھ باقاعدہ منصوبے کے تحت ۱۰ لاکھ مسلمانوں کو شہید کروا ڈالا، بیروت پر حملے کروائے، انڈونیشیا اور ملائیشیا پر ہالینڈ بیٹھ گیا۔ خلیج کی جنگ میں عراق پر بمباری میں پیش پیش رہے۔ سعودی عرب کی تیل کی

CamScanner

دولت پر قابض ہیں۔ مسلم ممالک کو کمزور سے کمزور کرنے کے لیے ہر طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ بوسنیا، کسوو اور چیچنیا میں مسلمانوں پر کئے جانے والے انسانیت سوز ظلم و ستم سے چشم پوشی، مگر مشرقی تیمور (انڈونیشیا) میں عیسائی ریاست کے قیام کے لیے ریفرنڈم کروانا، افغانستان کے ۸۰ فیصد علاقے پر قابض طالبان کی مستحکم حکومت کو تسلیم نہ کرنا، مغربی اقوام اور بالخصوص انگریزوں کی مسلم دنیا کے خلاف بغض و عناد کی چند واضح نشانیاں ہیں۔

برطانوی جاسوسی مشن

مسلم دنیا میں فسادات کروانا، فرقہ ورانہ افراتفری، مذہب سے دوری، رشوت اور سفارش کے رجحان کو ترقی دینے کیلئے انگریزوں کے جاسوس اور نمائندے ہر وقت اپنے اپنے منصوبے پر عمل جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔ ان جاسوسوں میں سے ایک جاسوس لارڈ ہمفرے تھا۔ وہ اپنی کتاب (Confessions of British Spy and British Enmity Against Islam) میں لکھتا ہے کہ اسے ۱۷۱۰ء میں برطانوی وزارت خارجہ نے مصر، ایران، عراق، حجاز اور عثمانی خلافت کے مرکز کی جاسوسی پر مامور کیا۔ انھیں ایک منصوبہ چودہ نکات پر مشتمل دیا گیا۔ عالی افسران نے یہ منصوبہ اسلام کو مٹانے کے لیے تیار کیا تھا اور اس کی مدت ایک سو سال رکھی گئی تھی۔ اس کے نکات درجِ ذیل ہیں:

۱) ہمیں روس کے زار سے اتحاد کرنا پڑے گا تا کہ بخارا، تاجکستان، آرمینیہ، خراسان اور اس کے پڑوسی ممالک پر حملہ کیا جا سکے۔ روس کے ساتھ ایک اور معاہدہ بھی ہونا چاہیے تا کہ روس کے پڑوسی ملک ترکی پر حملہ کیا جا سکے۔

۲) ہمیں فرانس کے ساتھ بھی تعاون کرنا چاہیے تا کہ اسلامی دنیا کو ختم کیا جا سکے اندر

CamScanner

سے اور باہر سے۔

۳) ہمیں ترکی اور ایرانی حکومتوں کے درمیان اختلافات کے بیج بونا چاہیے اور ان کے درمیان قومی اور نسلی جذبات کو بھڑکانا چاہیے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے مختلف قبائل اور قوموں اور ممالک کے درمیان اختلاف پیدا کرنا چاہیے اور تمام مذہبی فرقوں کے درمیان اختلاف کو ہوا دینی چاہیے۔

۴) مسلمان ممالک کے بعض حصوں کو غیر مسلموں کو دے دینا چاہیے مثلاً مدینہ یہودیوں کو، اسکندریہ عیسائیوں کو، امارات صابئہ کو، کرمان شاہ نصرانیوں کو جو علی کو اللہ کا درجہ دیتے ہیں، موصل یزیدیوں کو، خلیج فارس ہندوؤں کو، ٹریپولی ڈروزوں کو، فارس علویوں کو اور مسقط خارجیوں کو۔ دوسرا قدم یہ کہ ان کو اسلحہ دیا جائے تاکہ یہ اسلام کی بغل میں کانٹے کا کام دیں اور ان علاقوں کو وسعت دینا چاہیے تاکہ اسلام کا نام ونشان مٹ جائے۔

۵) مسلمان اور ترک مملکتوں کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے جو ہمیشہ آپس میں دست و گریبان رہیں۔ اس کی ایک مثال آج کا ہندوستان ہے۔ اور یہ نظریہ عام ہے کہ توڑو اور حکومت کرو۔

٦) یہ ضروری ہے کہ اسلام کے اندر نئے نئے مذہبی فرقے پیدا کر کے ملاوٹ کی جائے اور یہ کام ہم کو کمال ہوشیاری سے کرنا ہوگا کہ ہم جو مذہب ایجاد کریں وہ لوگوں کی طبیعت اور خواہشات کے مطابق ہونا چاہیے۔ شیعہ ملکوں میں ہم چار مذہب ایجاد کریں گے۔

......ایک مذہب جو حضرت حسینؑ کو علوہیت کا درجہ دے دے۔

......دوسرا جو حضرت جعفرؓ کوعلوہیت کا درجہ دے دے۔

......تیسرا جو حضرت مہدیؑ کوعلوہیت کا درجہ دے دے۔

......اور چوتھا مذہب جو علی رضاؓ کوعلوہیت کا درجہ دے دے۔

پہلا مذہب کربلا کیلئے مناسب ہے، دوسرا اصفہان کیلئے، تیسرا ساران کیلئے اور چوتھا خراسان کیلئے۔ اسی دوران میں ہمیں موجودہ چار سنی مذاہب مستقل کر دینا چاہیے۔ اس کے بعد ہم نجد میں ایک بالکل نیا فرقہ قائم کر دینگے اور پھر ان کے درمیان خونی جھگڑے پیدا کر دینگے۔ ہم ان کتابوں کو تباہ کر دینگے جن کا تعلق چار سنی مذاہب سے ہے تا کہ ہر مذہب مسلمان ہونے کا دعوٰی کرے اور دوسرے فرقوں کو مرتد قرار دے۔

۷) مسلمانوں میں زنا، اغلام پرستی، شراب اور جوئے کو پھیلایا جائیگا۔ اس مقصد کے لیے غیر مسلموں کو جو مسلم ممالک میں ہیں استعمال کیا جائیگا اور ہمارے پاس ایسے لوگوں کی فوج موجود ہے۔

۸) ہمیں جہاں تک ممکن ہو مسلمان ملکوں میں بدکردار رہنما اور ظالم حکمراں پیدا کرنا چاہیے۔ تا کہ ایسے بدکردار اور ظالم حکمرانوں کے اقتدار میں لانے کے بعد ایسے قوانین بنائے جائیں جو شریعت کے بالکل خلاف ہوں۔ ہمیں ایسے لیڈروں کو استعمال کرنا چاہیے جو اس حد تک ہر بات وہ کریں جو منسٹری ان کو کرنے کو کہے۔ ایسے لوگوں کے ذریعے ہم اپنے ارادے مسلمانوں پر ٹھوس سکتے ہیں۔ ہمیں ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے جس میں شریعت پر عمل کرنے کو ایک جرم سمجھا جائے اور عبادات کو ایک دقیانوسی عمل۔ اور ہم مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کریں گے کہ وہ لوگ غیر مسلموں کو

CamScanner

اپنا رہنما بنائیں۔

۹) ہمیں انتہائی کوشش کرنا چاہیے کہ عربی نہ پڑھی جائے۔عربی کے علاوہ دوسری زبانوں کو عام کیا جائے تاکہ ادبی عربی جو قرآن و حدیث کی زبان ہے اس کا خاتمہ کیا جائے۔

۱۰) ہم اپنے آدمی سیاستدانوں کے چاروں طرف لگا دیں گے اور رفتہ رفتہ ہمارے لوگ (جاسوس) ان سیاستدانوں کے رازوں سے واقف ہو جائیں گے اور ان کے ذریعے ہم اپنی وزارت کے مقاصد پورے کر سکیں گے اس کا سب سے آسان طریقہ غلاموں کی تجارت ہے۔پہلے ہم اپنے جاسوسوں کو تربیت دیں گے۔ہمارے جاسوس غلاموں اور داشتاؤں کے بھیس میں ہونگے پھر ہم ان کو مسلم سیاستدانوں کے قریبی رشتہ داروں میں فروخت کریں گے۔ یہ غلام ان سیاستدانوں سے رابطہ میں ہو جائینگے۔اور سیاستدانوں کو اس طرح گھیرے میں لے لیں گی جس طرح کلائی میں کنگن۔

۱۱) عیسائی تبلیغی کام کا دائرہ وسیع کرنا چاہیے تاکہ ہم تمام طبقوں اور پیشوں میں داخل ہو جائیں۔خصوصاً ایسے پیشے جیسے طب، انجینئرنگ اور بک کیپنگ (book keeping)۔ہمیں اپنے پروپگنڈے کے مراکز اسکول، ہسپتال، لائبریری، گرجا اور خیراتی اداروں کے نام پر کھولنا چاہیے۔لاکھوں عیسائی کتب مفت تقسیم کرنا چاہیے، عیسائیت کی تاریخ اور بین الاقوامی قانون کی اشاعت کرنا چاہیے۔ہمیں اپنے جاسوس اسلامی علماء کے بھیس میں رکھنا چاہیے اور یہ لوگ اسلامی دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں کی

CamScanner

خبر رکھیں گے۔ ہمیں ایسے عیسائی پروفیسروں، سائنسدانوں اور محققین کی فوج تیار کرنا ہوگی جو اسلامی تاریخ کو مسخ کردیں۔

۱۲) مسلمان نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے دماغ میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کریں اور انہیں فلم، ٹی وی، کھیلوں، رسائل کے ذریعے غلط راہ پر ڈالیں۔

۱۳) خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کو ہوا دینی چاہیے۔ وہ آپس میں اور غیر مسلموں کے ساتھ لڑتے رہیں تاکہ انکی ذہنی اور مالی توانائیاں ضائع جائیں اور وہ ترقی نہ کرسکیں اور نہ ہی آپس میں متحّد ہوسکیں۔

۱۴) انکی معیشت کو تباہ کردینا چاہیے اور ان کے ذرائع آمدنی اور زراعت کو تباہ کردینا چاہئے۔ انکے آبپاشی کے ذرائع تباہ کردینا چاہیے تاکہ انکے دریا خشک ہو جائیں۔ لوگوں کو نماز سے بیزار کردینا چاہئے، انکی کام کرنے کی صلاحیت ختم کردینی چاہئے۔

ان جاسوسوں کے ذریعے مسلمانوں کی زندگی کے تمام شعبوں میں بہت دوررس اور خطرناک نتائج مرتب ہوئے جن میں سے چند درجِ ذیل ہیں۔

مذہبی اثرات

اسلام مسلمانوں کے لیے زندگی کے ہر قدم پر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ جاسوس مسلم مملکتوں میں پھیل کر مسلمانوں کے نسلی، قبائلی، ارضی، قومی اور مذہبی اختلافات کو ہوا دینے لگے۔ انھوں نے بدگمانی اور سوءِ تفاہم کے ذریعہ مسلمانوں میں مذہبی اختلافات پیدا کیے اور مختلف فرقوں کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف اہانت آمیز اور تہمت انگیز باتیں لکھیں اور بہت سے ایسے

CamScanner

افراد کو تیار کیا جو مسلمانوں میں نئے فرقہ کے وجود کا باعث ہیں اور آج تک ممتاز عہ حیثیت رکھتے ہیں مثلاً قادیانی اور پرویزی وغیرہ۔ عام مسلمانوں کو آزاد خیال بنانے کی کوشش کی تا کہ وہ مذہب کو پسِ پشت ڈال کر ہر کام اپنی مرضی سے کریں۔ حتیٰ کہ نام نہاد مسلمانوں کے ہاتھوں قرآن پاک میں کمی بیشی کرانے کی کوشش کی تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہوں۔ جہاد جو کہ اسلامی ایمان کی روح ہے، کے عقیدے میں تزلزل پیدا کیا اور مسلمانوں سے عبادت کی رغبت کو دور کر دیا۔

معاشی و اقتصادی حالات

اسلامی ممالک کے اقتصادی نظام کو درہم برہم کیا جن میں زراعت اور آمدنی کے تمام ذرائع شامل ہیں۔ حکمرانوں کو شراب نوشی، جوئے بازی اور دیگر اخلاقی برائیوں کی طرف مائل کیا گیا تا کہ وہ معاشی، اقتصادی اور اخلاقی لحاظ سے کمزور ہو جائیں۔ مسلم ممالک کو ریاستوں میں بانٹا گیا اور غیر مسلموں کے ہاتھوں میں دے دیا گیا اور ایسے اقدامات کئے کہ اقتصادی بدحالی، بیکاری اور غربت میں اضافہ ہوا اور یہ ممالک کفار اور ان کے قائم کردہ World Bank اور International Monetary Fund جیسے مالی اداروں کے دستنگر بن کر رہ جائیں۔

تعلیمی اثرات

تاریخ شاہد ہے کہ مختلف علوم میں شروع ہی سے مسلمانوں کی کاوشیں قابلِ تحسین رہی ہیں۔ ایسے پروگرام بنائے کہ تعلیم سے مذہب کو دور کر دیا۔ ماضی سے بیگانگی اور اصلاحِ عمل کو روکنے کے لیے کتب خانوں کو نذرِ آتش کر دیا گیا، مختلف طباعت اور نشر و اشاعت پر پابندی عائد کی گئی، دینی

مدارس اور شریعت کے ترویج کے عمل کو متروک کرنے کی کوشش کی تا کہ مسلمان مذہب سے بیگانہ ہو جائیں۔ تعلیمی نصاب میں کچھ اس انداز سے ترمیم کی کہ تعلیم سے تربیت کا عنصر نکل گیا۔ عام تعلیم کو مہنگا کر دیا گیا، کتابوں کی قیمتوں میں اضافہ اور ریڈیو، ٹی وی، فلم، ڈش انٹینا، کیبل سسٹم کی قیمتوں میں کمی کر دی گئی۔ رسم الخط کو تبدیل کر دیا گیا جسکی وجہ سے آنے والی نسلوں کا اپنے اسلاف کے عظیم الشان علمی و ثقافتی ورثے سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ مثلاً ہندوستان میں عربی رسم الخط کی جگہ سنسکرت، ترکی میں لاطینی اور وسطی ایشیا میں سیریلک رسم الخط کو رائج کرنا ہے۔

سماجی اثرات

عورتوں میں بے پردگی کے رجحان کو تقویت دی گئی۔ مغربی عورت کو اس انداز میں پیش کیا گیا کہ وہ انکی تقلید کرنے پر فخر کریں۔ گھر گھر ٹی وی پروگرام، فلم، بیرونِ ممالک کے چینلز کے ذریعے ذہنی عیاشی اور بے راہ روی پھیلائی گئی۔ اسلامی ممالک کے پڑھے لکھے طبقے، ڈاکٹروں، انجینیروں کو اپنے ممالک بلا کر مذہب کے خلاف شبہات پیدا کر کے ایمان کو کمزور کیا گیا اور اس طرح بیرونی ممالک میں یہ پڑھے لکھے لوگ ان کی گندی ثقافت میں رنگ گئے جس کا اثر عام لوگوں پر بھی ہوا۔

اجتماعی اثرات

آج مسلم معاشرے میں بدعنوانی، فحاشی، رشوت، جھوٹ، بددیانتی عام ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات، لسانی و سیاسی جھگڑے بدامنی کی وجوہات ہیں۔ بگڑے ہوئے سیاستدانوں کی پشت پناہی میں ڈاکوؤں کو اسلحہ فراہم کیا جا چکا ہے۔ مختصراً یہ کہ یہ لوگ پھوٹ ڈالو اور مار ڈالو کے قانون پر عمل پیرا ہیں۔ بوسنیا، کوسووا، شیشان، کشمیر، غرضیکہ جدھر نظر اٹھاؤ ایک ہی سلسلہ دکھائی دیگا۔

CamScanner

مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔نہ انسانی حقوق کی تنظیموں کو یہ عالمی اجتماعی حق تلفی نظر آتی ہے، نہ عورتوں کے حقوق کے علمبردار مسلمان عورتوں کے ساتھ اجتماعی بے آبروئی پر احتجاج کرتے نظر آتے ہیں،، نہ مسلمان بچوں کا قتل انکے ضمیر کو جھنجوڑتا ہے۔گویا یہ انسان نہیں ہیں۔عراق پر ۱۹۹۱ء کی جنگ کے بعد سے امریکہ اور دیگر مغربی اقوام نے اقوامِ متحدہ کے ذریعے غیر انسانی اقتصادی پابندیاں لگا رکھی ہیں اسکے نتیجے میں گذشتہ دس سالوں میں لاکھوں بے گناہ بچوں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔۱۹۹۶ء میں جب اقوامِ متحدہ میں امریکی نمائندہ (اور موجودہ سیکریٹری برائے امورِ خارجہ) میڈلین البرائٹ کی توجہ جب اس معاملے کی طرف دلائی گئی کہ (۱۹۹۶ء) تک تقریباً ۵ لاکھ بچے عراق پر غیر انسانی پابندیوں کے نتیجے میں مر چکے ہیں تو اس سنگدل عورت نے کہا:

ہمیں معلوم ہے مگر یہ "ہمارے خیال میں ایک قابلِ قبول قیمت ہے !!"

(میڈلین البرائٹ کا CBS کی لیزلی سٹال کو انٹرویو مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۹۶ء)

سٹال کو اس خاص بات کو اگلوانے کے صلے میں جرنلزم کا ایمی ایوارڈ دیا گیا اور چھ ماہ کے اندر اندر میڈلین البرائٹ امریکہ کی وزارتِ خارجہ کی سیکریٹری بن گئیں۔یہ ہیں انسانیت کے نام نہاد ٹھیکیدار مگر کیا یہ انسان ہیں؟ کیا ان کے ضمیر کا بوجھ ان کو رات میں سکون کی نیند سونے دیتا ہے؟

مگر سب کے ہی ضمیر مردہ نہیں ہیں۔اس تاریکی میں بھی کبھی کبھی روشنی کی کرن چمکتی ہے۔عراق میں اقوامِ متحدہ کے نمائندہ اور اسکے اسسٹنٹ سیکریٹری جنرل، ڈینس ہالیڈے نے اکتوبر ۱۹۹۸ء میں صرف ۱۳ ماہ کے بعد یہ کہہ کر اپنا استعفاء پیش کر دیا کہ:

"the World Health Organization may not be in the

position to confirm specific numbers, it acknowledges that the monthly death rate of children under five attributable to sanctions ranges from six to seven thousand per month, ...I can find no legitimate justification for sustaining economic sanctions under these circumstances. To do so in my view is to disregard the high principles of the United Nation's Charter, the Convention of Human Rights, the very moral leadership and the credibility of the United Nations itself."(Public speech dated November 5,1998 at Harvard University in Cambridge, Massachusetts)

"اگرچہ عالمی ادارۂ صحت WHO ان اعداد کی اپنے طور پر تصدیق کے قابل نہیں ہے مگر وہ تسلیم کرتا ہے کہ پابندیوں کی وجہ سے ۵ سال سے کم عمر بچوں کی ماہانہ تعداد چھ سے سات ہزار ہے..... ان حالات میں ان اقتصادی پابندیوں کو برقرار رکھنے کا میں کسی قسم کا کوئی قانونی جواز تلاش نہیں کر سکا۔ ایسا کرنا میرے نزدیک اقوام متحدہ کے چارٹر کے مقدس اصولوں کو نظرانداز کرنا، حقوقِ انسانی کے کنونشن، اسکی اخلاقی سربراہی اور اس کی ساکھ کو نظرانداز کرنے کے مترادف ہے۔" (ہالیڈے کی تقریر مورخہ ۵/نومبر ۱۹۹۸ء بمقام ہاورڈ یونیورسٹی، کیمبرج، میسوچیوسٹس)

ڈینس ہالیڈے کے علاوہ، عراق میں اقوامِ متحدہ حقوقِ انسانی کے نگراں ہانز فان سپونک Hans von Sponeck اور اقوامِ متحدہ کے غذائی پروگرام کی نگران Jutta

Burghardt نے بھی استعفاء دے دیا۔ مگر اس کے باوجود کلنٹن کی گورنمنٹ اور اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل کے دیگر چار رکنوں کے کان ان معصوم بچوں کی چیخیں سننے سے قاصر ہیں۔

مغربی اقوام کی مسلمانوں کے خلاف اس سازش کو سمجھنے کیلئے ایک دوسری مثال پیشِ خدمت ہے۔ سربرنیکا (Srebernica)، بوسنیا میں اقوامِ متحدہ کے قائم کردہ نام نہاد Safe Haven میں ڈچ امن فوج کی موجودگی میں سرب دہشت گردوں نے ۱۲-۱۸ جولائی 1995ء کو ۸۰۰۰ مسلمان مردوں اور لڑکوں کو نہایت سفا کی سے قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو اذیت اور بے آبروئی کے بعد قتل کیا۔ ڈچ کمانڈر سرب جنرل ریٹکو ملاڈک کے ساتھ بیٹھے شراب پیتے رہے اور اندر کیمپ میں سرب فوجی خون کی ہولی کھیلتے رہے۔ باوجود اختیارات ہونے کے اقوام متحدہ کی حفاظتی فوج UNPROFOR کے فرانسیسی کمانڈر جنرل جیویر نے کیمپ کی حفاظت کرنے سے انکار کر دیا اور سربریکا کو سرب فوج کے حوالے کر دیا جس کا نتیجہ بالآخر اس قتل عام کی صورت میں نکلا۔ گویا سرب ہوں یا ڈچ، فرانس ہو یا اقوامِ متحدہ، اس حمام میں سب ہی ننگے ہیں !! اولیاء بعضهم بعض!!

> ”یٰٓا یها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود و النصرٰی اولیآء. بعضهم اولیاءُ بعض. و من یتولهم منکم فانه منهم. ان الله لا یهدی القوم الظالمین۔“
>
> (المائده ۵۱)
>
> ”اے ایمان والو! تم یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بنانا۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو شخص تم میں سے ان سے دوستی کریگا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔“

فہرست تصاویر

صفحات نمبر

۱......محمد الدرہ......شہید الاقصیٰ

۲......لبنان اور بوسنیا میں کیمیائی ہتھیار کا شکار ۱۹۹۵ء/۱۹۸۲ء۔ افسوس نے یہ کیمیائی ہتھیار فراہم کئے؟۔ ایک شہید فلسطینی بچہ ۱۹۹۵ء۔

۳......۱۹۸۲ء...... یہودی بربریت کا ایک نمونہ، ٹانگ سے معذور ۵ سالہ فلسطینی بچی فاطمہ دکیک۔ صبرہ اور شتیلا کے فلسطینی پناہ گزینوں کے کیمپ پر اسرائیل کی وحشیانہ حملے منہ بولتا ثبوت ہے۔

۴......۱۹۶۹ء ......مسجدِ اقصیٰ آگ اور دھوئیں کی لپیٹ میں...... یہودی دہشت گردوں کا شکار۔ ۱۹۹۵ء بوسنیا کی زمین بوس مسجد اور اسکا مینارہ......سربیا کے عیسائی دہشت گرد فوج کا کارنامہ۔

۵...... فلسطینی الانتفاضہ کے پتھر اور غلیل سے مسلح نوعمر مجاہد۔

۶......غمزدہ ماں اور شہید نوجوان بیٹا......۲۰۰۰ء

۷......۱۹۸۲ء صبرہ اور شتیلا کیمپ میں یہودی فوج کی دہشت گردی کا ایک نمونہ۔ ایک بچی جس کے جسم پر کیمیائی ہتھیار سے جلنے کے نشانات ہیں۔

۸......الانتفاضہ الاقصیٰ ۲۰۰۰ء۔ ایک طرف جدید ترین ہتھیاروں سے لیس فوج اور دوسری طرف پتھر اور قوتِ ایمانی۔ شہداء کے جنازے روزمرّہ کا معمول ہیں۔

۹......یہ ہیں وہ فلسطینی دہشت گرد جن کی زد سے بچنے کیلئے اسرائیلی فوج ہیلی کاپٹر اور

CamScanner

ٹینک سے راکٹ اور گولے برساتی ہے۔

۱۰......اسکول جانے والے نوعمر بچے جنہیں حالات نے وقت سے پہلے ہی ذمہ داریاں اٹھانے پر مجبور کر دیا۔

۱۱......اسرائیلی ٹینک اور فلسطینی بچہ......دہشت گرد کون ہے؟

۱۲......مہلک یہودی اسلحے کے چند اور شکار۔

۱۳......ماں اپنے کمسن بچے کی لاش کو دیکھ رہی ہے۔اس کا قصور کیا تھا؟ چھوٹے بھائی کو یقین نہیں آ رہا ہے کہ اس کا بھائی مر چکا ہے۔اسے ۶ ر نومبر ۲۰۰۰ء کو شہید کیا گیا۔

۱۴......ایک اور بچہ جو مشین سے منسلک ہے تا کہ اس کا تنفس جاری رہے مگر کب تک؟ آخر اس نے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

۱۵......صبرہ اور شتیلا کیمپ کے دو مناظر جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسرائیلی فوج نے لوگوں کے گھروں گھس کر سویلین کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔

۱۶......فلسطینی بچے زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بھی جینے کا حق چاہیئے!!

CamScanner

گاڈ کرائڈ God Cried

''گاڈ کرائڈ'' مشہور امریکی نامہ نگار ٹونی کلفٹن اور فوٹوگرافر کیتھرین لیرائے کی صبرا اور شتیلا، لبنان کے کیمپوں میں فلسطینی پناہ گزینوں پر یہودی اور انکے حامی فلانجسٹوں کے ظلم وستم کی تصویری داستان ہے۔اس کتاب سے چند اقتباسات قارئین کی نذر کئے جاتے ہیں کہ شاید کسی کو اس کرب والم کا اندازہ ہو سکے جن سے یہ قوم گزر رہی ہے۔

''یہ ۱۹۸۲ء میں مغربی بیروت کے اسرائیلی محاصرے اور فلسطینی جانبازوں اور انکے حامی لبنانیوں کی جانب سے اسکے کامیاب دفاع کی کہانی ہے۔دوسری جنگِ عظیم کے بعد یہ کسی بھی ملک کے دارالحکومت کے خلاف بدترین مشترکہ جارحیت کی داستان ہے جسے فلسطینی اور لبنانی جانبازوں اور شہریوں، عورتوں اور بچوں نے اپنے لہو سے تحریر کیا ہے۔وہ جانباز اور نہتے عوام جنہوں نے مجبوراًیا پھر جان بوجھ کر مغربی بیروت کی تاریخ کا بدترین خونی موسم گرما مستقل گولیوں کی بوچھاڑ کے سایہ میں گزارا۔

سرکاری دہشت گرد (شیطان) مشرق وسطی میں مقیم ہیں اور جسکی بربریت کا ثبوت بیروت کے کھنڈرات اور قبرستان ہیں۔مگر یہ دہشت گرد بیروت میں فتحیاب نہ ہوسکا، اور یہ کہانی (گاڈ کرائڈ) ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے اس کو شکست دی۔اسرائیلی وزیر دفاع اریل شیروں نے بیروت کے فلسطینی کیمپوں میں اسرائیلی قتل و غارتگری کے انکوائری کمیشن کے سامنے جو بیان دیا وہ دراصل اسرائیل کی تاریخ کی بدترین شکست کا اعتراف ہے جسمیں دنیا کی مضبوط ترین ہوائی فوج جسکو بحری فوج کی حمایت بھی حاصل تھی، مٹھی بھر نوجوانوں کو، جو کہ محض روایتی

اسلحہ سے لیس تھے، مغربی بیروت سے بید خل کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہتے ہیں۔

میرے اردگرد بیروت میں یہ تمام قتل و غارتگری ہو رہی تھی، مجھے یہ فیصلہ کرنے میں قطعی دشواری نہیں ہوئی کہ اسرائیلی دو اصل کیا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بیروت پر اس وقت تک بمباری کرتے رہینگے تاوقتیکہ اس میں موجود ہر ذی روح یا تو فنا ہو جائے یا شہر میں انکے داخلے کو روکنے کے قابل نہ رہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ وہ لبنان پر اپنے قبضے کو مستحکم کرنے کیلئے اسکے دارالحکومت اور معیشت کے مرکز کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں.....مگر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ لبنان کی اس جنگ کا فلسطینیوں اور لبنانیوں سے تقریباً کوئی تعلق نہیں ہے.....آدھے لبنان کی تباہی، ۲۵ ہزار شہریوں کی موت اور کم از کم ۱۵۰۰ اسرائیلی فوجیوں کی موت۔ یہ سب دراصل توجہ ہٹانے کا ایک کھیل تھا.....مختصراً مناخم بیگن دنیا کی توجہ دراصل اس حقیقت سے ہٹانا چاہتا تھا کہ وہ مقبوضہ مغربی کنارے اور دریائے اردن کو (جس میں بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ شامل ہے) اسرائیل کا حصہ بنانا چاہتا تھا۔ اور اپنے اس پلان کو وہ اس طرح عمل میں لا رہا ہے کہ اپنی گورنمنٹ کے ذریعے مغربی کنارے میں کثیر تعداد میں نو آبادیاں قائم کر کے وہاں یہودیوں کو آباد کرا رہا ہے، تا کہ وہ علاقہ جو کسی وقت تقریباً خالص عرب علاقہ تھا وہ اتنا ہی یہودی آبادی والا علاقہ ہو جائے جیسے تل ابیب ہے۔ وہ ان لوگوں کو جلد از جلد بقول اس کے ''جوڈیا اور سماریا'' میں داخل کرنا چاہتا تھا کیونکہ امریکیوں اور یورپین اقوام اور دیگر عربوں کو اب احساس ہوتا جا رہا ہے کہ اگر جلد ہی فلسطینیوں کو کسی قسم کا علاقہ نہ دیا گیا تو ان کی چیخ و پکار اور احتجاج اس علاقے کو، جہاں دنیا کے تیل کے بڑے ذخائر موجود ہیں، غیر مستحکم کر دیگا............ابھی ابھی B.B.C کی ۳۰ جنوری کی خبروں میں مناخم بیگن نے یروشلم میں ایک عشائیے سے خطاب کرتے ہوئے حاضرین سے کہا کہ یہاں (بیت المقدس میں) آباد ہونا یہودیوں کا "ناقابل تنسیخ حق ہے"

کیونکہ مغربی کنارا انکے آباؤاجداد کے جاگیر کا حصہ ہے۔ اسی عشائیے میں بیگن نے صدر ریگن کو مخاطب رکھتے ہوئے کہا کہ "مغربی کنارے پر فلسطینی ریاست کا قیام ایک مہلک خطرہ ہے جس سے ہر قیمت پر بچنا ہوگا۔

مسئلہ اس کیلئے ہے جو اسرائیلی بمباری کی زد میں رہتا ہو، کیونکہ جب بیگن "ہر قیمت" کی بات کرتا ہے تو وہ یہ قیمت اسرائیل اور اس کے عوام کے ذریعے نہیں بلکہ ہر اس ملک اور انکے عوام ذریعے یہ قیمت چکانے کی دھمکی دیتا ہے۔ جو اسکے منصوبے میں رخنہ ڈالے گا۔ اسرائیل کی اس جارحیت کا تازہ ترین شکار لبنان ہے۔ اگر چہ صحیح اعداد و شمار کبھی بھی معلوم نہ ہوسکیں گی کیونکہ بہت لوگ یا تو ملبے تلے دفن ہو چکے ہیں یا پھر حقیقتاً دھماکوں سے ریزہ ریزہ ہو گئے۔ مگر اندازاً صبرہ اور شتیلا کیمپ کے خلاف اس اسرائیلی جارحیت میں کم از کم ۲۵ ہزار ہلاک ۳۰ ہزار زخمی ہوئے، جن میں ایک تہائی وہ تھے جو مغربی بیروت میں پھنس گئے تھے۔ ان تمام ذرائع سے جن سے میں ملا ہوں، لبنانی پولیس سے لیکر ریڈ کراس کے افسران اور ڈاکٹر اور نرسیں، سب اس بات پر متفق ہیں کہ ۸۰ فیصد متاثرین و ہلاک شدگان شہری تھے۔ آج تقریباً ۳۰۰،۰۰۰ مرد عورتیں اور بچے، جو کہ زیادہ تر ان تباہ شدہ کیمپوں کے فلسطینی ہیں، بے گھر ہیں............

جیکب ٹیمر مین، ارجنٹیا کا یہودی جو کہ ارجنٹینا کی فاشسٹ گورنمنٹ کے مظالم جھیل چکا ہے، اب سوچتا ہے کہ کیا بیگن بھی اب اس کے اس نئے وطن - اسرائیل - کو اسی راہ پر لے جا رہا ہے جو ارجنٹینا کے فاشسٹ جرنیلوں نے چنی تھی؟ یہ اسکی زندگی کہ کیسا سنگین مذاق ہے کہ ایک فاشسٹ سامی۔ مخالف (Anti-semitic) سے جان چھڑا کر وہ ایک ایسے ملک ہی آیا سے جس کا سربراہ دنیا کا سب سے بڑا زندہ سامی مخالف (Anti-Semite) ہے۔ مناخم بیگن آخر اس

CamScanner

ملک کا سربراہ ہے جس کے فوج نے صرف گذشتہ سال (۱۹۸۲) میں ۲۵۰۰۰ سامیوں کو، یعنی ان عربوں کو لبنان میں رہ رہے تھے، ہلاک کیا۔

ابھی میں ان اوراق کو ختم ہی کر رہا تھا کہ دو واقعات منظر عام پر آئے...... ایک کلاس باربی، نازی، اجتماعی قاتل، کابولیویا سے فرانس کو انخلاء اور دوسرا واقعہ کیہان رپورٹ کی اشاعت جو کہ ستمبر ۱۹۸۲ء کے صبرہ اور شتیلا کیمپوں میں فلسطینیوں کے قتل عام کی سرکاری رپورٹ ہے۔ یہ دونوں بظاہر علیحدہ علیحدہ واقعات یقیناً بیگن کے عزائم کو پورا کرنے میں مدد دینگے۔ باربی کے مقدمے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ باربی کے یہودیوں اور غیر یہودیوں پر مظالم کی وہ داستانیں اچھالی جائینگی جبکہ وہ زمانہ جنگ میں گسٹاپو کا انچارج تھا۔ اس دوران یقیناً ان ۴۱ یہودی بچوں کا واقعہ خصوصی طور پر قابل توجہ ہوگا، جنکو باربی نے ۱۹۴۴ء میں ہلاک کیا تھا۔ آج جبکہ بیروت کی مٹی ان ہزاروں بچوں کے خون سے اب بھی سرخ ہے، جو ۱۹۸۲ء میں اسرائیلی اور انکے حواریوں کی بربریت کا شکار ہوئے، دنیا بھر کی توجہ وہاں سے ہٹا کر ایک طویل عرصے پہلے کے ہلاک شدہ بچوں کی طرف مبذول کرادی جائے گی اور انکے مصائب و آلام کے ثبوت کو اسرائیلی فوجی جرنیل ۱۹۸۲ء میں اپنی جارحیت کے جواز کے طور پر استعمال کرینگے۔ کسی نہ کسی طرح ہمیں یہ سمجھایا جائے گا یہودی بچوں کو دوبارہ کبھی بھی اس طرح کے مصائب کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ (خواہ اس کے لئے دوسرے بچوں کو دس گنا مظالم کا شکار ہونا پڑے!)

یہ باہا Baha تھا، باریش 22 برس کی عمر کا جو ہر وقت ہنستا رہتا تھا۔ یہ Bourj Barajneh کیمپ میں تھا جو اپنی نصف زندگی سے لڑتا چلا آ رہا تھا، اس ملک کیلئے جسے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مجھے ایک لطیفہ سنایا جو اس کتاب کے نام کا سبب بنا۔ اس نے

یا کہ ہم چند لوگ آپس میں بیٹھے ایک دوسرے کو اپنے ملک کے لطیفے سنا رہے تھے۔ باہا نے یہ لطیفہ سنایا:

ایک مرتبہ خدا نے امریکی صدر ریگن، روسی صدر بریزنیف اور فلسطینی رہنما یاسر عرفات کو بلایا اور کہا کہ میں تمھارے صرف ایک سوال کا جواب دونگا۔ پہلی باری ریگن کی تھی۔ اس نے سوال کیا: وہ وقت کب آئیگا جب ایک امریکی صدر پوری دنیا پر حکمرانی کرے گا؟ خدا نے جواب دیا: ۵۰ سال بعد۔ Reagan cried (ریگن رونے لگا)۔ خدا نے پوچھا: تم کیوں رو رہے ہو ریگن نے کہا: اس لیے کہ وہ وقت میں نہیں دیکھ سکوں گا۔ پھر بریزنیف نے سوال کیا: کب پوری دنیا کمیونسٹ ہو جائیگی؟ خدا نے فرمایا: ۱۰۰ سال بعد۔ Brezhnev cried (بریزنیف رونے لگا)، خدا نے دریافت کیا: تم کیوں رو رہے ہو؟ تو اس نے کہا اس لیے کہ ایسا میری زندگی میں نہیں ہو سکے گا۔ اب یاسر عرفات نے آگے بڑھ کر سوال کیا: میں جاننا چاہتا ہوں کہ کب میری قوم اپنے لیے ایک علیحدہ ملک حاصل کر لے گی؟ اس پر God cried.....!!

یہ واقعی ایک لطیفہ تھا اور اس قسم کا لطیفہ وہی شخص سنا سکتا تھا جو بہت ہی مشکل حالات میں ہوتے ہوئے بھی ان سے شکست تسلیم نہیں کرتے۔ اجڑے ہوئے برباد لوگ اس طرح کا لطیفہ نہیں سنا سکے کیونکہ پھر لطیفہ لطیفہ نہیں رہتا، بلکہ اعترافِ شکست اور ناامیدی بن جاتا ہے..... میں اطمینان سے بیٹھا لکھ رہا تھا کہ ایک بوڑھی عورت نے میرا بازو پکڑ کر مجھے جھنجھوڑا وہ عربی میں مجھ پر چیخ رہی تھی، وہ کہہ رہی تھی کہ آخر تم مرے ہوئے لوگوں پر لکھنے کی زحمت کیوں کرتے ہو؟ کیا تمھیں زندہ لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں؟''

(God Cried مصنف ٹونی کلفٹن)

یہ کوئی مذہب کی بات نہیں ہے!

یہ کسی قوم کے بارے میں بھی نہیں ہے!

یہ تو انسانیت کے نام پر ایک دھبا ہے!

انسانیت کے ٹھیکیداروں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے!

انہی کے بل بوتے پر یہ انسانیت سوز مظالم ہو رہے ہیں!

یہ انسانیت کے ٹھیکیدار نہیں، یہ تو عالمی دہشت گرد ہیں!!

۱۲ سالہ محمد الدرّہ انہی کی فراہم کردہ گولی کا نشانہ بنا۔

۲۰ ملین ڈالر کی یومیہ امداد سے خریدی گئی گولیاں!

باپ مدد کیلئے چیختا رہا!

مگر گولیاں برستی رہیں!

بالآخر معصوم بچے نے باپ کی گود میں دم توڑ دیا

لوگ بے بسی سے تماشہ دیکھتے رہے،

فوٹوگرافرز بھی اپنا فرض نبھاتے رہے!

اور محمد الدرّہ مسجد الاقصیٰ کی حرمت پر جان قربان کر کے امر ہو گیا۔

CamScanner

02

03

04

CamScanner

CamScanner

06

07

CamScanner

CamScanner

CamScanner

12

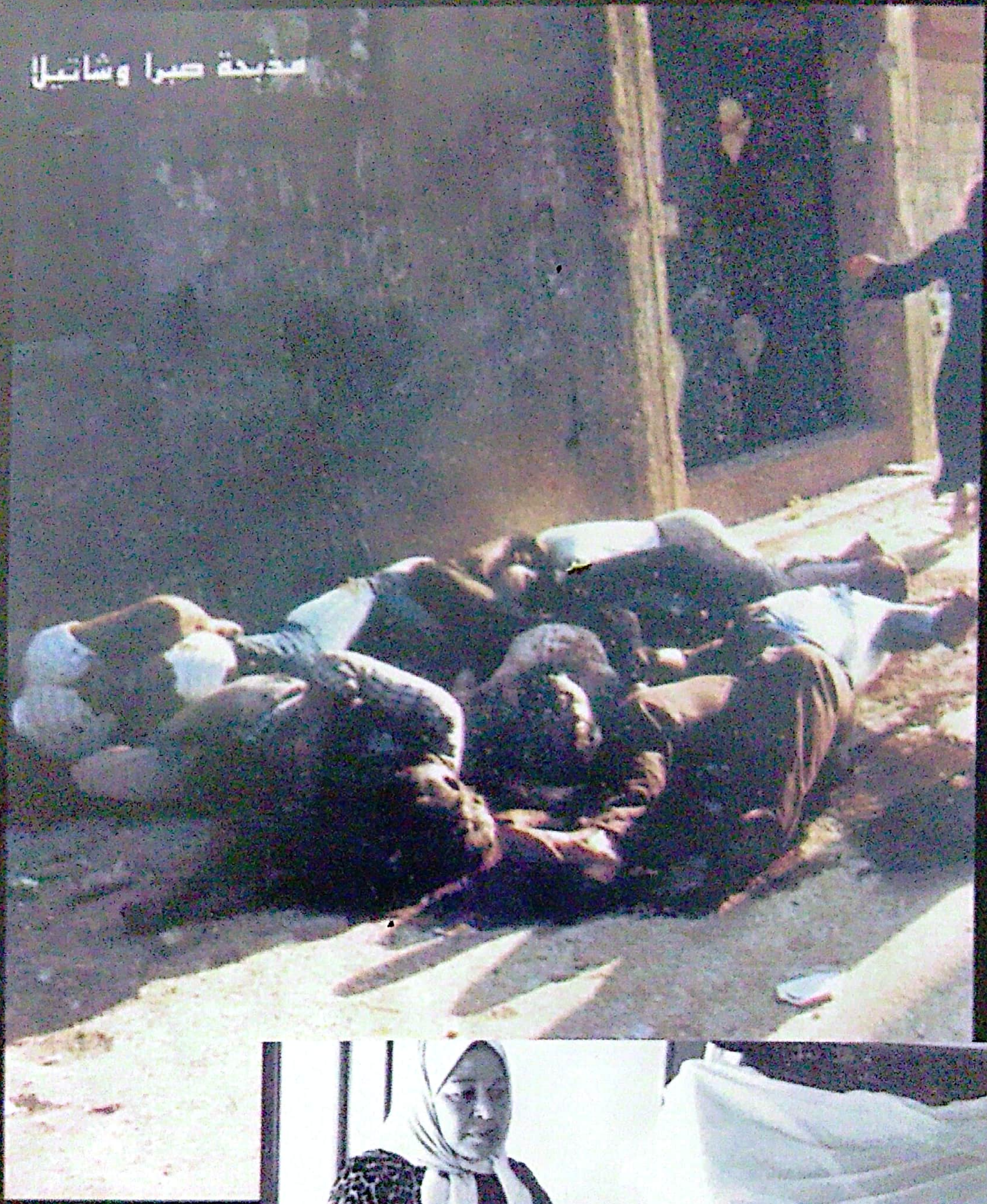

13

CamScanner

14

15

16

CamScanner

17

18

CamScanner

19

20

CamScanner

21

22

CamScanner

23

24

CamScanner

25

26

CamScanner

27

28

CamScanner

29

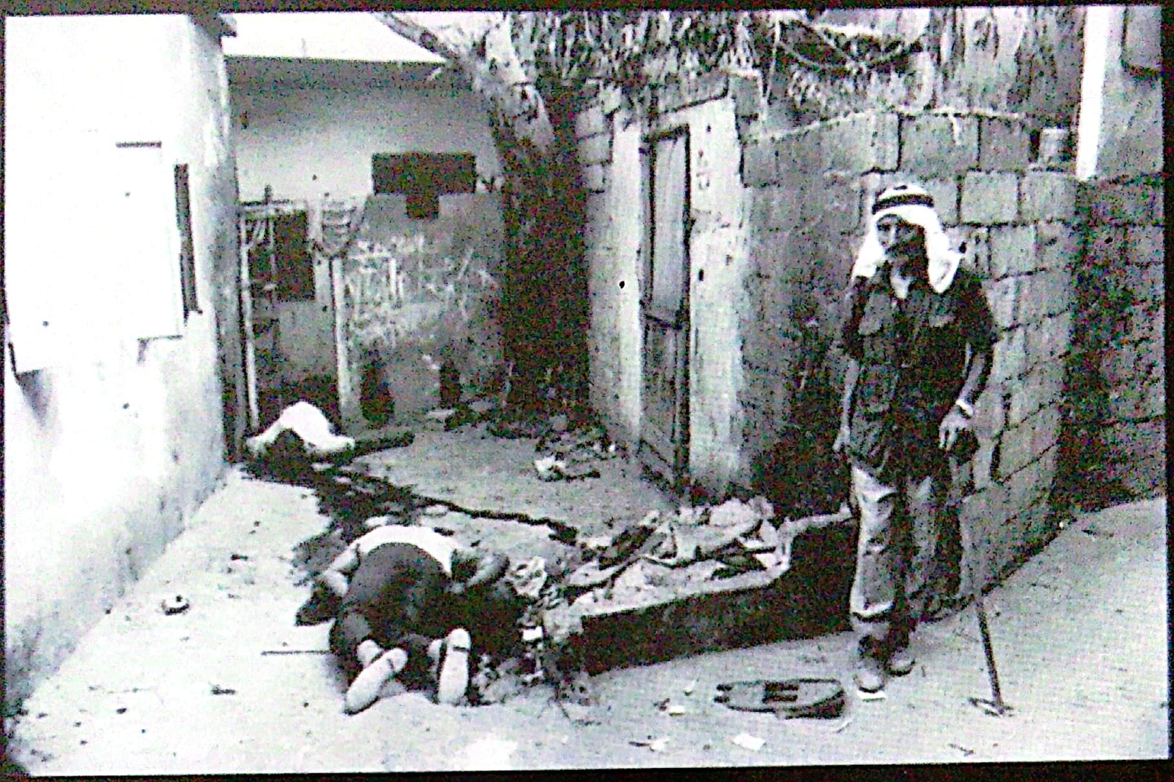

30

CamScanner

31

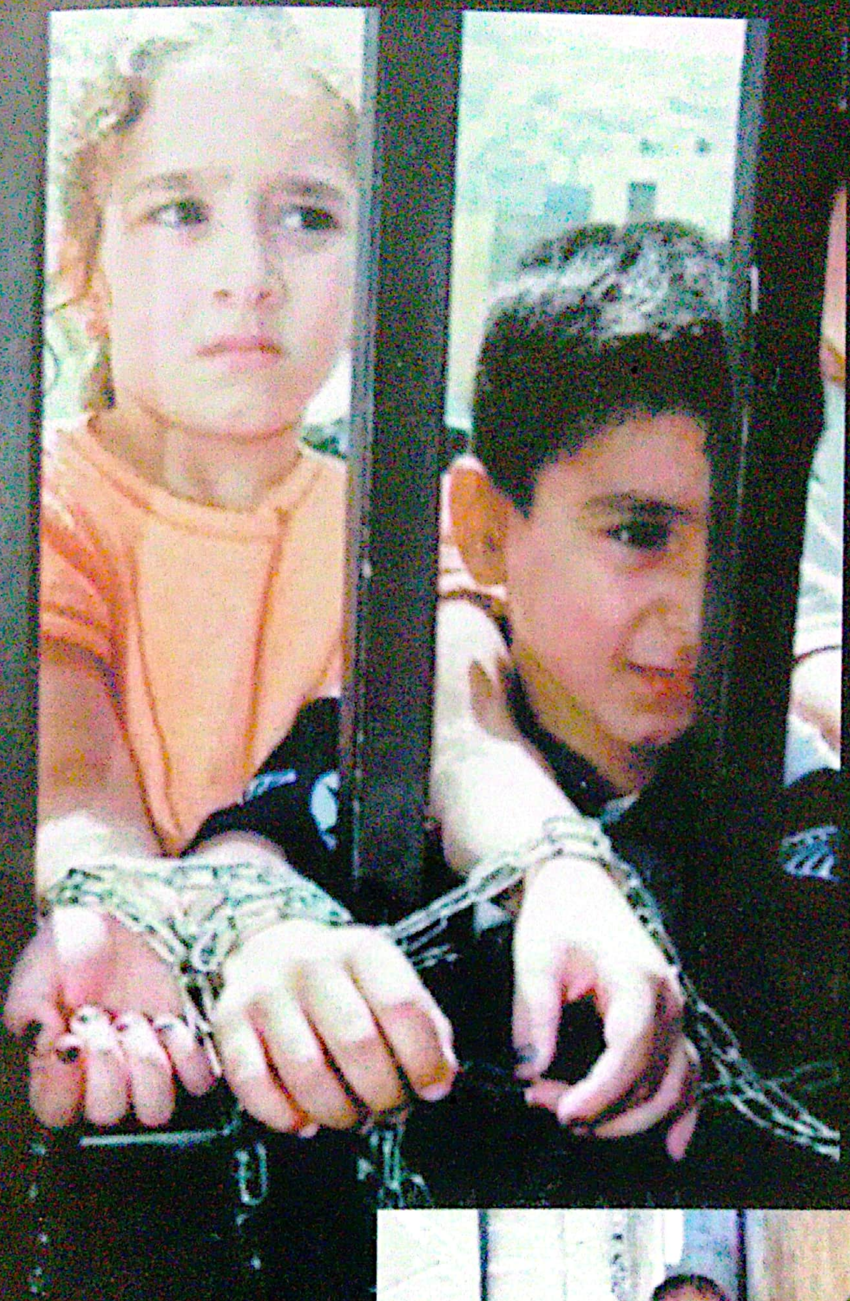

32

CamScanner

الانتفاضہ

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جمادے گا۔'' (محمد ۷)

۱۹۴۸ء صیہونی اپنے عزائم میں کامیاب ہوگئے اور امریکہ، برطانیہ اور دیگر مغربی اقوام کی سرپرستی میں فلسطین پر قبضہ کرکے اسرائیل کے قیام کردیا گیا جس کے ساتھ ہی جبر وتشدد، دہشت گردی اور ظلم کے ایک ایسے دور کا آغاز ہوا جس کی تاریخ میں نظیر ملنا مشکل ہے۔اس نام نہاد جدید، ترقی یافتہ اور مہذب دور میں ایک پوری قوم کو اس کے ملک سے بے دخل کرکے ایک دوسری قوم کو لاکر آباد کردیا گیا۔جنہوں نے جانے سے انکار کردیا انکو طرح طرح کے مظالم کا شکار ہونا پڑا، انکے مکانات ان سے چھین کر یہودیوں کو دے دئے گئے، انکے مکانات کو بل ڈوزروں سے منہدم کردیا گیا۔، انکے باغوں کو کاٹ دیا گیا، پورے کے پورے گاؤں کا صفایا کردیا گیا مگر عالمی برادری کے نام نہاد حقوقِ انسانی کے علمبرداروں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔لاکھوں بچے عورتیں اور ضعیف لوگ پناہ گزینوں کے طور پر کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہوگئے۔سینکڑوں گاؤں کا نام ونشان تک مٹادیا گیا اور انکی جگہ یہودی آبادیاں بسادی گئیں۔فلسطین کی تاریخ وجغرافیہ کی کتابیں وہاں کے ریکارڈ کو نیست ونابود کردیا گیا تاکہ مسلمانوں عربوں کی آئندہ نسلوں کو پتہ ہی نہ چلے کہ کہاں پر کیا آبادی تھی۔

۱۹۶۸ء میں یہودیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا، ۱۹۶۹ء میں مسلمانوں کے مقدس ترین مقام مسجدِ اقصیٰ کو ایک یہودی دہشت گرد نے نذرِ آتش کردیا۔۱۹۸۰ء میں یہودیوں کی پارلیمنٹ نے مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت قرار دے دیا۔اس تمام عرصے میں

CamScanner

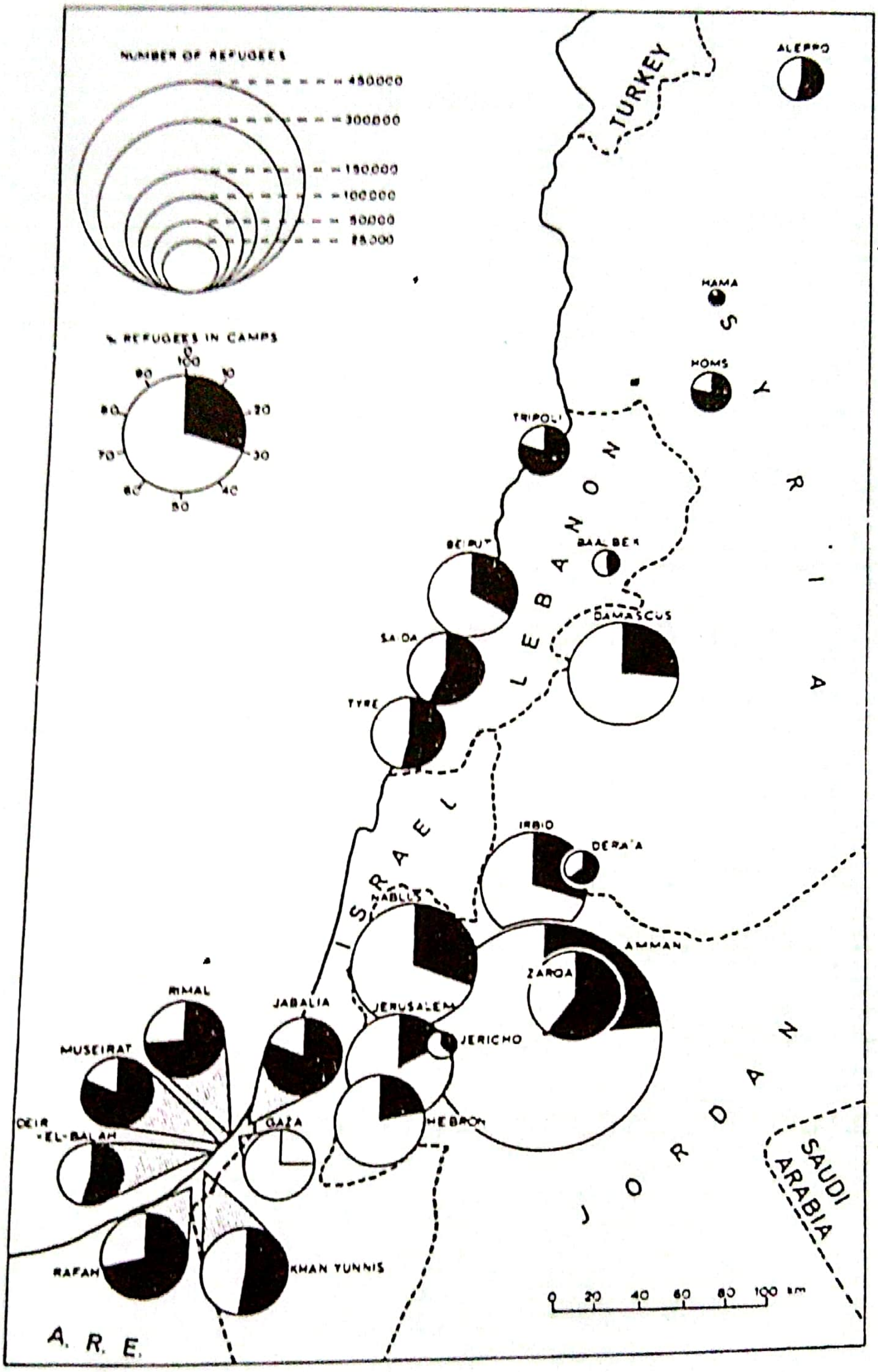

جولائی ۱۹۸۱ء اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق فلسطینی پناہ گزینوں کے کیمپوں کی جائے وقوع

(Source: U.N.R.W.A. 1981)

ہزاروں فلسطینی شہید ہوئے، ہزاروں کو قید میں ڈال کر انسانیت سوز تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

مگر جو قوم مرنا سیکھ لیتی ہے وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ ان تمام مظالم پر مغربی طاقتوں نے جس ردِ عمل کا اظہار کیا وہ انکی یہودیت نوازی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اقوامِ متحدہ میں یہودی مظالم کے خلاف جب بھی کوئی قرارداد پیش کی گئی امریکہ نے اس کو ویٹو کیا۔ یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں کیونکہ جو ملک اسرائیل کو ۱۵ سے ۲۰ ملین ڈالر کی روزآنہ فوجی اور دیگر امداد دے رہا ہو اس سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ تعجب تو ہمیں اپنوں کے رویہ پر ہے، افسوس تو ہمیں مسلمان حکمرانوں کی سمجھ پر ہے! پتہ نہیں کب وہ اس خوابِ غفلت سے بیدار ہونگے۔ آج بھی ہم اسی امریکہ کے پاس انصاف اور امن کی بھیک مانگنے جاتے ہیں جس کی دی ہوئی گولیوں سے ہمارے بھائی فلسطین میں شہید ہو رہے ہیں۔

ان تمام نامساعد حالات کے باوجود فلسطینی عوام نے ہمت نہیں ہاری۔ ۱۹۸۷ء میں سات سالہ الانتفاضہ الکبریٰ (۱۹۸۷ء - ۱۹۹۴ء) کا آغاز ہوا جس کے نتیجے میں ۳۵۰۰ شہید، ۳۵۰۰۰ زخمی اور ۴۰۰۰۰ گرفتاریوں کے بعد اسرئیل کو بالآخر فلسطینیوں کا حق تسلیم کرنا پڑا۔ مغربی کنارے اور غزہ میں محدود پیمانے پر Palestinian Authority کے نام سے یاسر عرفات کی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ مگر یہودی اپنی شرارتوں سے ابھی بھی بعض نہیں آئے ہیں۔

ابھی یہ کتاب ترتیب و تدوین کے مراحل میں تھی کہ فلسطین میں نئے انتفاضہ کے آغاز کی خبریں آنے لگیں۔ فاشسٹ سیاسی لیڈروں اور قابض فوج کی اشتعال انگیزیوں نے بالآخر فلسطینیوں کو ایک نئی جدوجہد پر مجبور کر دیا ہے۔ ہزاروں فلسطینی مختلف شہروں میں سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔ حتیٰ کہ اسرئیل کے اندر رہنے والے فلسطینی بھی یہودیوں کے ظلم و ستم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے

CamScanner

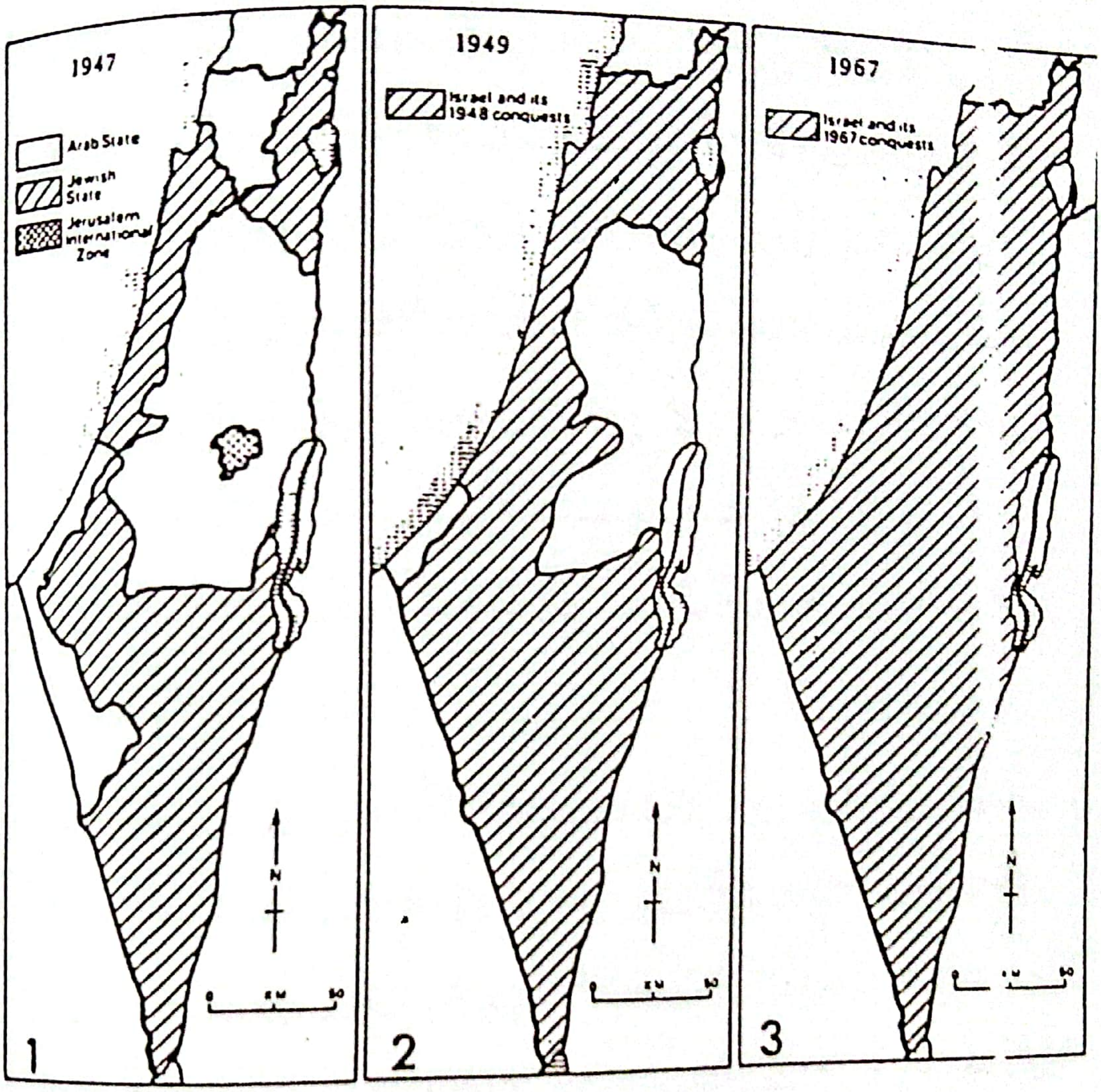

عرب فلسطینی علاقوں پر اسرائیلی قبضے کا نقشہ:

۱۔ ۱۹۴۷ء کا اقوامِ متحدہ کی تقسیم کا پلان

۲۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ کے بعد اسرائیل کا نقشہ

۳۔ ۱۹۶۷ء کی چھ دن کی جنگ کے بعد کا اسرائیل

(From Shalom Rings Hollow)

ہیں۔حسب معمول ایک طرف جدید ترین اسلحے سے لیس اسرئیلی فوج ہے اور دوسری جانب فلسطینی نوجوان اور بچے ہیں جنکے پاس پتھروں کے سوا کچھ نہیں ہے۔۲ر اکتوبر کو اسرائیلی فوجیوں نے ۱۹ فلسطینیوں کو ہلاک کردیا۔۱۹۵۶ء کے بعد سے اسرئیل کے اندر ہلاک شدگان کی سب سے بڑی تعداد تھی۔آج یعنی ۳۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء تک یہودی قابض فوج نے Palestinian Authority کے مختلف شہروں نابلس، رملہ، جنین، غزّہ، بیت المقدس اور ہیبرون میں تقریباً ۱۵۰ سے زیادہ فلسطینیوں کو شہید اور ۳۵۰۰ سے زیادہ کو زخمی کردیا ہے۔ان میں محمد درّہ جیسے کمسن بچے بھی شامل ہیں جو اسرائیل کی اس بربریت کا شکار ہوئے ہیں۔

۱۲ سالہ محمد الدرّہ اپنے والد کے ساتھ بازار سے واپس گھر جارہا تھا کہ اسرائیلی فوج نے اسکو اور اسکے والد کو گولیوں کا نشانہ بنالیا۔باپ مدد کیلئے چیختا رہا، مگر اخباری رپورٹروں، فوٹو گرافروں اور دیگر شہری بے بسی سے دیکھتے رہے۔فلسطینی ہلالِ احمر کے بسام بالبیسی کو زخمی محمد الدّرہ تک پہنچنے کی کوشش میں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔بچہ تڑپ تڑپ کر اپنے باپ کی گود میں مر گیا مگر اسرائیلی فوجیوں نے فائرنگ بند نہیں کی۔اس دردناک منظر کی وڈیو فلم اور تصویریں دنیا بھر میں شائع ہوچکی ہیں۔کہاں ہیں حقوق انسانی کی تنظیمیں؟ کہاں گئیں بچوں کی حقوق کی عالمی تنظیمیں؟اس حالیہ انتفاضہ میں ۶۰ فیصد سے زیادہ شہید ہونے والے کم عمر بچے اور طالب علم ہیں جن کا ہتھیار پتھر کے ٹکڑے ہیں جس کے جواب میں ہیلی کاپٹر گن شپ سے راکٹ، ٹینکوں سے گولے اور بھاری مشین گنوں سے گولیاں برسائی جاتی ہیں۔کیوبا کا ایک بچہ ایلین گونزالز اپنے باپ سے جدا ہوگیا تو پوری امریکی قوم بمع صدر اور کانگریس کے اس مسئلے کے حل کیلئے کھڑی ہوگئی مگر ہزاروں لاکھوں مسلمان بچے عراق، بوسنیا، شیشان، فلسطین، کشمیر میں ظالموں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور انسانیت کے یہ علمبردار خاموش تماشائی بنے رہتے ہے۔کیا

CamScanner

مسلمان انسان نہیں ہوتے؟ کیا انکے کوئی حقوق نہیں؟

اس نئے انتفاضہ کا آغاز ۲۸ ستمبر کو اس وقت ہوا جب صبرہ شتیلا کیمپ میں فلسطینیوں کا قاتل اور فاشسٹ یہودی اریئل شیرون ایک ہزار اسرئیلی فوجیوں کی پناہ میں مشرقی بیت المقدس میں مسلمانوں کے مقدس مقامات کے دورے پر آیا۔ اس دورے کا مقصد فلسطینی مسلمانوں کے جذبات کو جان بوجھ کر برانگیختہ کرنا تھا اور یہ ظاہر کرنا تھا کہ یہ علاقے اسرئیل کے قبضے میں ہیں۔ ان کو معلوم تھا کہ فلسطینیوں کا کیا ردِعمل ہوگا۔ اگلے روز جب ۲۰،۰۰۰ مسلمان جمعہ کی نماز کیلئے بیت المقدس کے حرم الشریف میں جمع ہوئے تو پورا علاقہ ۲۰۰۰ اسرائیلی فوجیوں کے گھیرے میں تھا جو ہجوم کو مشتعل کرنے کیلئے کافی تھا۔ فوجیوں نے نہتے عوام پر گولیاں برسانا شروع کردیں۔ اِدھر سے پتھر اور اُدھر سے جدید اسلحہ۔ پہلے دن چھ فلسطینی شہید اور ۲۰۰ سے زیادہ زخمی ہوئے جن میں سے کئی ایسے تھے جن کی آنکھیں ربر کی گولیوں سے باہر نکل کر لٹک گئی تھیں۔ دوسرے ہی دن تحریکِ انتفاضہ فلسطین کے تمام شہروں میں پھیل چکی تھی۔

بعد کے حالات نے ثابت کردیا کہ یہ تمام اشتعال انگیزی جو شیرون نے شروع کی باقاعدہ منصوبے کے تحت کی گئی۔ دو یہودی فوجیوں کی ہلاکت کو بہانہ بنا کر اسرائیل نے فلسطین کے اہم مراکز پر راکٹوں اور ٹینکوں سے حملہ کردیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہری لباس میں دو یہودی فوجی فلسطین میں کیا کر رہے تھے بالخصوص ایسے وقت جب عوام کے جذبات برانگیختہ ہیں؟

اسرائیل کی تمام دہشت و بربریت کے باوجود فلسطینی عوام نہایت عزمِ صمیم اور جوانمردی سے انتہائی ترقی یافتہ فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہ اس ملک کی فوج ہے جسکو امریکی گورنمنٹ سے یومیہ ۱۰ ملین ڈالر کی امداد صرف فوجی مد میں ملتی ہے۔ باوجود اس ظلم و ستم کے امریکہ کی یہودیت

CamScanner

نوازی اور اسلام دشمنی کی تازہ ترین مثال امریکی کانگریس کی وہ قرارداد ہے جو ۲۹ راکتوبر ۲۰۰۰ء کو ۳۰ کے مقابلے میں ۳۶۰ ووٹوں سے پاس ہوئی ہے۔ اس قرارداد میں فلسطینیوں کی مذمت کی گئی ہے اور انہی کو اس تمام قتل و غارتگری کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ اے امتِ مسلمہ! کاش کہ اب بھی تم آنکھیں کھولو اور اپنے دشمن کو پہچانو!

مگر جس کے ساتھ اللہ ہو، اس کے نزدیک مادّی برتری کی پھر کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ دوسری بات یہ کہ جو قوم مرنا سیکھ جاتی ہے وہی پھر زندہ رہتی ہے۔ صرف اسی صدی میں افغانستان، کشمیر، فلسطین، بوسنیا اور شیشان وغیرہ کے شہداء و مجاہدین نے جس جذبے کا مظاہرہ کیا ہے وہ مغرب کی نیندیں حرام کرنے کیلئے کافی ہے۔

''اللہ نے مسلمانوں کی جان و مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں (جب ہی تو مؤمن کھلے دل سے) اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے ہیں اور خود مرتے ہیں......پس (اے مسلمانو!) تم اپنے سودے سے جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے خوشی مناؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبہ ۱۱۱)

''قیامت تک میری امت کی ایک جماعت میں جہاد کرتی رہے گی۔'' (صحیح مسلم)

وقت لکھے گا کہانی ایک نئے مضمون کی
جس کی سرخی کو ضرورت ہے ہمارے خون کی

عذاب الٰہی

''اور جو اچھی اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہاری بے خبری میں تم پر ناگہاں عذاب آ جائے۔'' (الزمر ۵۵)

مسلمان خود کو اللہ کی پسندیدہ امت کہلواتے ہیں اور رب تعالیٰ کی ہر نعمت کا حقدار سمجھتے ہیں اور جیسا کہ رسول مقبول ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سفارش کی کہ گزشتہ امتوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے جس طرح ان کے چہرے بگاڑ دیئے گئے تھے ان کی امت کو اس عذاب سے محفوظ فرما، حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی اس دعا کو قبول فرمایا۔ یہ کہہ دینا کہ اس کا عذاب صرف کافروں کے لیے ہے درست نہ ہوگا۔ اگر مسلمان بھی مشرکانہ حرکات کرنے لگیں، اللہ کے دشمنوں سے دوستی کر لیں، اللہ کے احکامات سے روگردانی کریں، اللہ کی آیات کا مذاق اڑائیں، سود کھائیں، رشوت لیں، جھوٹ بولیں، امانت میں خیانت کریں، دھوکہ بازی کریں، ملاوٹ کریں تو کیا ہم اللہ کے عذاب کو دعوت نہیں دے رہے۔ بے شک اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی درخواست قبول کی اور چہرے مسخ نہیں کئے مگر لا تجدوالسنت الله تبديلا اللہ اپنی سنت نہیں بدلتا۔ اللہ نے مسلمانوں کا باطن مسخ کر دیا، انکا کردار مسخ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کی نافرمانی اور احکامات الٰہی سے بچنے کیلئے حیلہ سازی کے جرم میں کہا:

فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين / ترجمہ: تب ہم نے ان سے کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔

(البقرۃ ۶۵)

اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کی لاج رکھی اور مسلمان کی شکل تو مسخ نہیں ہوئی مگر اپنے

CamScanner

احکامات کی نافرمانی کے نتیجے میں انکے کردار مسخ ہو کر ان میں بھی بندروں کی جیسی خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں۔ لوٹ کھسوٹ، خودغرضی، بے وفائی اور اپنے محسن کو ہی نقصان پہنچانا یہ بندروں والے چند خصائل ہم بھی پیدا ہو چکے ہیں۔

یہ دنیا عالم مثال ہے۔ یہاں ہمارے ساتھ روزانہ کئی واقعات رونما ہوتے ہیں لیکن ہم ان سے سبق نہیں لیتے۔ مثال کے طور پر تم کوئی باغ لگاتے ہو اس پر محنت کرتے ہو، وقت پر پانی دیتے ہو، کھاد ڈالتے ہو، اس کی حفاظت کرتے ہو اور پھر جب پھل لگتا ہے تو خوشی خوشی اپنے دوستوں کو تحفہ دیتے ہو اور اپنے باغ کی فصل کی تعریف کرتے ہو۔ لیکن جب اسی باغ میں کیڑا لگ جاتا ہے تو علاج کے سلسلے میں دوستوں سے مشورے کرتے ہو اسپرے وغیرہ کرواتے ہو کہ شاید آئندہ سال فصل اچھی ہو جب سب تدابیر بے سود ہو جائیں اور کئی سال تک کچھ حاصل نہ ہو تو تم وہی باغ جس کو تم نے بہت محبت اور شوق سے لگایا تھا، اپنے ہاتھوں سے کاٹ دیتے ہو۔ ساتھ ہی ان نئے پھوٹنے والے پودوں کو بھی نکال دیتے ہو جن سے مستقبل میں کچھ امید ہو سکتی تھی پھر باغ جلاتے ہو، جڑیں تک اکھاڑ پھینک دیتے ہو تا کہ باغ کی پوری نسل اچھی طرح مٹ جائے اور پھر نئے سرے سے باغ کی تیاری کرتے ہو۔

اب اگر خدا کی مخلوق میں کیڑا لگ جائے اور وہ کھلم کھلا اس کے احکامات کی خلاف ورزی کرے تو خدا بھی اس زمین کو نافرمانوں، گناہگاروں، بدکاروں، دغابازوں، حرام خوروں، جھوٹوں، رشوت خوروں سے پاک کر دے گا اور ان کی جگہ دوسرے انسان لے آئیگا۔

ہم عذاب کے معنی و مفہوم سے صحیح طرح آگاہ ہی نہیں۔ عذاب کی کئی صورتیں ہیں۔ ذلّت، بھوک، نحوست، بدنامی، ناکامی، بدصورتی، غلامی، مفلسی، گداگری، آپس کے اختلافات اور لڑائی

CamScanner

جھگڑا، مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا، کج فہمی، سنگ باری، زلزلہ، سیلاب، فصلوں کی تباہی، سیم وتھور، ایسی زندگی جس میں عزت، علم، عقل، امتیاز، آسودگی، آرام نہ ہو فکر وغم سے آزادی نہ ہو لعنت اور عذاب کے مفہوم میں آتے ہیں۔ آج ہم ہر میدان میں پیچھے ہٹ رہے ہیں، ہر جگہ ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ (سبا ٥٤)

ترجمہ: ہم نے ان کی آرزوؤں اور کامیابی کے درمیان دیوار کھڑی کردی ہے۔

مسلم دنیا کے بیشتر ممالک قحط سے دوچار ہیں۔ پاکستان میں ہی ہر سال گندم کی قلت ہو جاتی ہے اور باہر کے ممالک سے گندم درآمد کی جاتی ہے۔ ہر سال وقت پر بارش ہونا رب تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی علامت ہے اور وہ ہماری فصلوں اور میوؤں میں برکت ڈالتا ہے اور پانی کی کمیابی (قلت) یا زیادتی (سیلاب)، ٹڈی دل، جوئیں اور مینڈک، بیماریاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کی علامت ہیں۔

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَ الْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ

''ہم نے ان بدکاروں پر سیلاب، حشرات، جوئیں اور مینڈک بھیجے اور خونی بیماریوں میں مبتلا کردیا۔'' (الاعراف ۱۳۳)

وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ ''اور ہم نے ان کے پھل گھٹا دیئے''۔ (الاعراف ۱۳۰)

حال ہی (فروری ۱۹۹۹) میں ترکی میں زلزلہ آیا تقریباً ۷۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے، اتنے ہی زخمی اور اتنے ہی بے گھر ہوئے۔ ترکی جو کہ مغربی بلاک کا بڑا چمچہ ہے۔ آزادی ملتے ہی فارسی رسم الخط تبدیل کر کے رومن خط نافذ کردیا پس آج نئی نسل عربی سے ناواقف ہے۔ دنیائے اسلام کے

CamScanner

نامور عالموں کی لاکھوں کتب لائبریریوں میں قاریوں کے انتظار میں بوسیدہ ہوتی جارہی ہیں۔ فرنگی تہذیب میں اس طرح رنگے کہ حکومت نے یونیورسٹیوں میں لڑکیوں کے اسکارف پہننے پر پابندی لگادی، دینی تنظیموں پر پابندیاں اور نائٹ کلبوں کی رجسٹریشن۔تو پھر قرآن کا بھی واضح اعلان ہے کہ:

فَهَل يُهلَكُ اِلّا القوم الفَاسِقُونَ

ترجمہ: اس دنیا میں صرف بدکردار اقوام تباہ ہوا کرتی ہیں۔ (الاحقاف ۳۵)

شاید کہ یہ قوم اب بھی سبق حاصل کرے کہ دوسرے مسلمانوں پر بھی یہی عذاب آ سکتا ہے۔ ۱۹۹۹ء میں صوبہ سندھ کے ساحلی علاقوں میں جو طوفان آیا، کئی گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹ گئے، نعشیں درختوں پر لٹک گئیں، فصلیں تباہ و برباد ہو گئیں۔ خدا کا عذاب یہی ہے۔ بدکار اقوام کو مٹا دینا اللہ کی سنّت ہے۔

''کیا یہ لوگ سوچتے نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جن کی شان و شوکت تم سے زیادہ تھی۔ ہم ان کی کھیتیوں پر بارشیں برساتے تھے اور ان کی زمینوں میں چشمے جاری کر رکھے تھے پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور اس کا وارث کسی اور قوم کو بنا دیا''۔ (الانعام ۶)

اور آج مسلمان ہر جگہ دوسری قوموں کا محکوم ہے۔ اور میری نظر میں یہ سب سے بڑا عذاب ہے۔

''اور ہم نے ان پر دشمن قوموں کو (ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے) مسلط کر دیا ہے''۔ (بنی اسرائیل ۷)

''ہم نے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر ہیبت ناک حکمران مسلط کر دیے ہیں''۔

(بنی اسرائیل ۵)

آج ہم اپنے ہی ملک میں اجنبی اور اپنے ہی گھر میں خوفزدہ ہیں۔کبھی مذہبی فسادات، کبھی لسانی فسادات اور پھر سیاسی جھگڑے ایک طرف، اسلحہ کی فراوانی، نہ جانے کب کس سمت سے گولی آجائے۔بھائی بھائی کا دشمن، باپ بیٹے، محلہ والوں میں رقابت۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"آپ کہیے اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر (تمہاری حرکات پر) کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجدے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا یہ کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تم ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے میں الجھ کر رہ جاؤ گے۔" (الانعام ۶۵)

جو کچھ بھی آج مسلمانوں کے حالات ہیں اس کی وجہ ان کا احکامات خداوندی سے منہ موڑنا ہے۔برائیوں اور خامیوں کے خلاف قوتِ مزاحمت کا یوں مفلوج ہو جانا بڑی خطرناک علامت ہے۔مرض کے خلاف مدافعت کی صلاحیت زندگی کی علامت ہے۔یہ کلیہ افراد کی طرح قوموں کے معاملے میں بھی بالکل درست ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کا عمومی اور علمائے کرام اور قومی و دینی رہنماؤں کا خصوصی فریضہ ہے۔معاشرے میں یہ سرگرمی باقی نہ رہے تو قومی وجود میں فتنے اور بیماریوں کے پروان چڑھنے کے عمل میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی اور اس کی کیفیت کا آخری نتیجہ مکمل بربادی کے سوا کسی اور شکل میں برآمد نہیں ہوسکتا۔اس لیے وقت کا تقاضہ ہے کہ دینی طاقتیں وقتی سیاسی سرگرمیوں میں الجھے رہنے کے بجائے معاشرے کی جڑ سے اصلاح کرنے کے اپنے اصل اور بنیادی کام پر توجہ دیں۔اپنے باہمی اختلافات کو اس مشترکہ مقدس فریضے کی مشترکہ جدوجہد کی راہ میں حائل نہ ہونے دیں۔

CamScanner

"كنتم خير امة اخرجت للناس
تأمرون بالمعروف و تنهون عن
المنكر و تؤمنون بالله". (آلِ عمران
(۱۱۰

"(اے مسلمانو!) تم ایک نیک جماعت ہو جو لوگوں (کی
بھلائی) کیلئے نکالے گئے ہو، نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور
برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

CS CamScanner

پس چہ باید کرد؟

تجاویز

"اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر یگا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جنہیں وہ محبوب رکھتا ہے اور وہ اسے محبوب رکھتے ہیں، وہ مؤمنوں پر نرم دل، کافروں پر زبردست ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔" (المائدہ ۵۴)

اگر چہ بہت دیر ہو چکی، غضبِ الٰہی کی بھٹی اپنے پورے شباب پر ہے۔ تباہی اور بربادی صرف ہطِ 'کن' کی منتظر ہے۔ اس انتظار اور رحمتِ خداوندی کے درمیان ایک ذرا سی امید کی کرن نظر آ رہی ہے اگر اب بھی دیر کی گئی تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ قوم بنی اسرائیل ۴۰ سال تک تباہ حال اور برباد پھرتی پھری۔ ہم کو پاکستانی بنے ۴۰ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ بنی سرائیل والے ۴۰ سال ہم پر بھی اختتام کے لیے ہوں؟ پس چہ بایہ کرد؟

☆ تمام مسلمان فروعی اختلافات بھلا کر صرف اور صرف اُپنے کو مسلم قوم کہلانے میں فخر محسوس کریں گے۔ کسی بھی دوسری قومیت کا نعرہ تباہ کن ہوگا۔ مصر کے ناصر نے جب یہ کہا کہ ہم پہلے عرب ہیں بعد میں مسلمان، تو مصر تقریباً اپنی وہ آب و تاب و عسکری قوت کھو بیٹھا اور باقی تمام لوگوں کے اور ملکوں کے حالات اس صدی میں شہادت فراہم کرتے ہیں۔

☆ پس ماندہ اور ترقی پذیر آباد مسلم ممالک کو کفار کے امداری کیمپوں میں سے نکال کر آزاد کر دیا جائے۔

CamScanner

☆ جوملک زرخیز ہیں ان کوزمینیں آباد کرنے کے سلسلے میں بھرپور مدد دی جائے۔

☆ اپنا بینکنگ نظام سود سے پاک بہر قیمت قائم کیا جائے۔

☆ عسکری قوت کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کیا جائے اور ان کا نعرہ قرآن زندہ آباد، اسلام پائندہ باد کے سوا کچھ نہ ہونا چاہیے۔

☆ تمام دنیا کے مسلمان جو اپنے ملکوں میں عسرت کی زندگی گزار رہے ہیں ان سب کا سروے کیا جائے اور تمام مسلم ممالک اپنی حیثیت کے مطابق تقسیم کر کے اپنے اپنے ملکوں میں مختلف محکموں میں ان کی حیثیت کے مطابق ان مسلمانوں کو روزگار فراہم کریں۔

☆ بڑی طاقتوں کی سازشوں سے نبردآزما ہونے کیلئے ان سے تعلقات منقطع کرنا ہی بہتر ہوگا اسلئے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کافر کبھی تمہارا دوست نہ ہوگا اور اس پر اعتبار نہ کرنا۔

جنگِ عظیم دوئم میں ہٹلر نے یہ نعرہ بلند کیا کہ جب تک یہودی اور برطانیہ کے انگریز اس خطہ زمین پر رہیں گے فساد برپا کرتے رہیں گے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ ان کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکوں تاکہ دنیا سے فساد قطعاً نکل جائے۔ چنانچہ جرمنی سے سارے یہودیوں کو نکال دیا گیا۔ اس نکتہ پر میں تمام مسلم مفکروں، دانشوروں سے دریافت کروں گا کہ وہ بتائیں کہ یہودیوں کو آباد کرنے کے لیے فلسطین کو کیوں موزوں قرار دیا گیا؟ آسٹریلیا ایک بہت بڑا ملک ہے وہاں انسانی آبادی کم اور رقبہ زیادہ ہے۔ ان یہودیوں کو وہاں کیوں نہیں آباد (Settle) کیا گیا؟ اس کا جواب حاصل کرلیں گے تو آپ کو اس خوفناک سازش کا انکشاف ہوجائیگا کہ تمام کافر خواہ وہ ہندو ہوں،

CamScanner

یا یہودی، نصرانی ہوں یا آتش پرست، صرف اور صرف مسلمانوں کے دشمن ہیں اور یہ بات بھی عقل تسلیم نہیں کرتی کہ دشمن سے کسی خیر کی امید کی جائے۔ پھر ہماری کس قدر نادانی ہے آپس میں لڑیں تو اسلحہ بھی ہم ان ہی سے خریدیں اور فیصلہ بھی ان ہی سے کرائیں۔ ایسی عقلوں پہ ماتم نہ کیا جائے تو اور کیا کیا جائے۔

☆اقتصادی جنگ: مسلمان ممالک کو چاہئے کہ وہ اپنا علٰحدہ سود سے پاک اسلامی مالیاتی ادارہ قائم کریں اور اسکے ذریعے غریب اسلامی ممالک کو امداد دے کر ان کو یہودیوں کے مالی جال جو IMF اور World Bank کے شکل میں ہے، اس سے آزاد کرائیں۔ یہودی اور امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

اقتصادیات کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہر دور میں اسکو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اسلام دشمن قوتوں نے کبھی بھی ہمارے خلاف اس کے استعمال میں رعایت نہیں کی حتیٰ کہ ان انسانیت، عورتوں، بچوں اور حقوقِ انسانی کے نام نہاد ٹھیکے داروں نے معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور بیماروں کو بھی نہیں بخشا۔ عراق پر اقتصادی پابندی اور اسکے نتیجے میں ہونے والی تباہی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ سعودی عرب کے شاہ فیصل مرحوم نے اس کا کامیاب استعمال اس وقت کیا جب انہوں نے ۱۹۷۳ء میں مغربی دنیا پر اسرائیل کی حمایت کرنے کے جرم میں تیل کی پابندی عائد کردی۔ اسی جرم میں بالآخران کو یہودیوں نے ان کے بھتیجے پرنس فیصل مساعد بن عبدالعزیز کے ذریعے شہید کرادیا گیا۔ آج وقت آگیا ہے کہ مسلمان حکمران اس ہتھیار کا موثر استعمال کریں۔ ٹیکنولوجی کے اس دور میں ہم یقیناً امریکہ، اسرائیل اور انکے دیگر حواریوں کی عسکری برتری کا اگرچہ ہم مقابلہ نہیں کرسکتے مگر تیل اور دیگر معادنیات کی شکل میں

اللہ جل شانہ نے ہمیں ایک ایسا ہتھیار فراہم کیا ہے کہ وہ ان سفید ہاتھیوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرسکتا ہے۔ امریکہ اسرائیل کو یومیہ ۱۵ ملین ڈالر کی امداد دے رہا ہے۔ یہودی مالیاتی اداروں نے تیسری دنیا کے ممالک کو بالعموم اور مسلم ممالک کو بالخصوص اپنے جال میں جکڑا ہوا ہے۔ اگر تمام مسلمان یہودی اور امریکہ کی بنی ہوئی مصنوعات کا بائیکاٹ کردیں تو یہ انکی معیشت پر ایک کاری ضرب ہوگی۔

☆ مسلم ممالک کو چاہئے کہ اپنے تمام ذرائع ابلاغ کے مراکز قائم کریں۔ اسلامی ثقافت اور احیائے دین کی ہر ممکن کوشش ذرائع ابلاغ سے کی جائے تا کہ مسلمان اپنی تاریخ سے روشناس ہوجائیں۔ ایمانی قوت کے مظاہر کا ہم موجودہ دور میں بھی دیکھ چکے ہیں۔ افغان جہاد ہو یا کشمیر، فلسطین ہو یا شیشان، مسلمانون کے جذبہ ایمانی نے باوجود بے سروسامانی اور قلت وسائل کے، اپنے سے کہیں زیادہ جدید ہتھیاروں سے لیس فوج کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا ہے۔ اس جذبہ ایمانی کی پرورش اسلامی ماحول اور زیادہ مؤثر انداز میں کی جاسکتی ہے۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کسی عربی کو عجمی پر فوقیت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر فوقیت حاصل ہے بلکہ معیارِ بزرگی تقویٰ ٹھہرا۔ تقویٰ سے مراد وہ تمام اعمال جو وجود انسانی سے متعلق ہیں اور جن کے واضح احکامات قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان پر دیانتداری خلوصِ نیت سے گامزن ہونا ہے۔ اب اگر عرب یہ کہیں کہ ہم پہلے عرب ہیں اور بعد میں مسلمان یا کوئی اور خطے کے لوگ بھی ایسا ہی کہیں کہ ہم پہلے ہندی ہیں،

CamScanner

پاکستانی ہیں اور بعد میں مسلمان، یہ تصور ہماری یکجہتی کے منافی ہے۔ جب کہ " کُــلّ مُؤمِن اِخوة۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"واعتصموا بحبل اللّٰہ جمعاً و لا تفرقوا "(آلعمران ۱۰۳)

(مسلمانو!) تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو اور آپس میں افتراق نہ ڈالو۔"

اب وطنیت کے ناطے سے ہم نے افتراق اپنے اندر خود ہی پیدا کر لیا اور یہی پہلی بنیادی خرابی ہے جو زوال کی طرف لے گئی ہے۔ اس زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، ہم سب ایک مسافر کی حیثیت سے اس سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور یہاں سے کوچ لازمی ہے۔ مالک کی زمین کو ہم اپنی ملکیت کس طرح تصور کر سکتے ہیں اگر کر رہے ہیں تو یہ دوسری غلطی ہے۔

☆ تیسری غلطی اسلامی تمدن اور شارع علیہ السلام کے اخلاق حسنہ اور صفاتِ اعلیٰ جن کو اعمالِ صالحہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، ان کی جگہ مغربیت کے طور طریقے اپنائے گئے ہیں جن میں بہت سے خلافِ شرع اور اسلامی اخلاق کے منافی ہیں اور ہماری روزمرہ کی زندگی پر چھائے ہوئے ہیں۔ یہ وجودِ انسانی حضرت آدم تا ایندم بغیر کسی تغیّر و تبدل کے یکسانیت سے چلا آ رہا ہے بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم شاہکار ہے جس میں اگر اضافہ کیا جائے تو عیب اور کچھ کمی واقع ہو جائے تو عیب۔ یہ اس کے مکمل ہونے کی کس قدر واضح دلیل ہے اور وہ خود اسطرح فرماتا ہے۔

ترجمہ: "اے انسان کس چیز نے تجھے فریب دیا کہ تو کافر ہو گیا۔ اپنے رب کے

ساتھ جو کرم کرنے والا ہے ایسا خدا جس نے تجھے پیدا کیا اور تو کچھ نہ تھا پھر درست کئے تیرے اعضاء و اجزا پھر پھیرا تجھ کو اور حیوانوں کی خلقت سے صاحب تمیز کر دیا جس صورت میں چاہا ترتیب دی تجھ کو اور ایک عضو میں دوسرا عضو اور ایک جز میں دوسرا جز ملا دیا۔" (الانفطار آیت ۶-۸)

یہ پوری آیات تین باتوں پر مشتمل ہے جو کہ بہت اہم اور غور طلب ہیں۔

(۱) دنیا کی محبت (۲) خواہش کی پیروی (۳) جہل

جبکہ یہ ثابت ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اوپر لکھی ہوئی آیات کے مطابق ترتیب دیا اور مکمل کیا۔ کیا یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی کہ اس شاہکار کے ساتھ کوئی قانون بھی ہونا چاہیے تھا؟ اگر ہونا چاہیے تو وہ قانون اور ضابطہ حیات انسانی قرآن ہے جس میں تغیر و تبدل ممکن نہیں اور ان تمام ضابطوں کی پابندی کرنے کا نام مسلمان ہے برعکس اس کے کافر۔ دوسری جگہ اللہ سوال کرتا ہے: "کیا تو سمجھتا ہے کہ تیرا اپنا نا فعلِ عبث ہے بلکہ تیری پیدائش کا ایک مقصد ہے۔"

☆ قرآنی احکامات، پیغامات اور بشارتیں صرف مسلمانوں یا مسلم معاشرے کے لیے ہی نہیں بلکہ یہ تمام اقوامِ عالم اور کائنات کو احاطہ کرتی ہیں۔ اور اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے:

كُنتُم خَيرًا اُمّةٍ اُخرِجَت لِلنّاسِ تَامُرُوْنَ بِالمَعرُوفِ وَ تَنهَونَ عَنِ المُنكر

ترجمہ: تم خیر امم ہو تمام دنیائے انسانی کو فیض پہچانے کے لیے ہو تمھارا کام نیکی کی تبلیغ اور بدی سے روکنا ہے۔ (آل عمران ۱۱۰)

CamScanner

رسول مقبول حضرت محمد ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تمام حاضرین سے عہد لیا تھا کہ میں نے اپنا فرض (اللہ کا دین تم تک پہچانا) پورا کیا اب یہ تم پر لازم ہے کہ جو لوگ یہاں نہ آسکیں ہیں ان تک یہ پیغام پہونچاؤ۔

☆ ہمارے مدارس میں دنیا کی تمام بڑی زبانیں پڑھائی جانی چاہیے تا کہ اللہ کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ جائے اور اسلام کو جابرانہ نظام سمجھنے والوں پر عیاں ہو جائے کہ آج اسلام وہ واحد مذہب ہے جو ہر میدان میں دنیا کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

☆ انفرادی اعمال: انسان کے شخصی اعمال اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ راست گوئی، فواحش سے اجتناب، حفظِ عقود، والدین سے حسنِ سلوک، حرام خوری، بدگوئی، چغل خوری، طعنہ زنی، بددیانتی سے احتراز، بغض، عجب، کینہ، حسد، جھوٹ، ملاوٹ وغیرہ انفرادی اعمال ہیں۔ بے شمار لوگ مسلمانوں کی اعلیٰ ظرفی، خوفِ خدا، ترسِ انسانیت، عفو و کرم اور ایثار سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔ لیکن آج کل کے مسلمان میں شاید ہی ان صفات میں سے کوئی ایک بھی ہو۔ جھوٹ اور حرام خوری دو ایسے فواحش ہیں جن کا معاشرے پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ جھوٹ تمام جرائم کی ماں ہے۔ قرآن کہتا ہے **لعنة الله على الكاذبين** جبکہ ہمارے دکاندار کہتے ہیں جھوٹ نہ بولیں تو کاروبار کس طرح چلے گا، وکیل کہتے ہیں جھوٹ بولے بغیر کیس بے جان ہو کر رہ جاتا ہے۔ حلال حرام کی تمیز نہ رہی، لوگ حرام کمائی سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔

☆ تمام مغربی ممالک صنعتی ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ ایشیا اور افریقہ کے غریب مسلم

(اور غیر مسلم) ممالک اپنی زرعی پیداوار اور خام مال ہمیں بھیجتے رہیں اور ہم سے اسلحہ اور دوسری مشینیں منگواتے رہیں۔ اگر تمام تیسری دنیا کے ممالک اپنی یہ معدنی دولت اور زرعی پیداوار انھیں نہ بھیجیں اور مغربی طرز کا پرتعیش سامان استعمال نہ کریں تو قریب ہے کہ انھیں دو وقت کی روٹی میسر نہ ہو۔ آخر یہ جو ہمارے ہمدرد بنتے ہیں، سود پر قرضے دیتے ہیں، امدادی فنڈ دیتے ہیں ٹیکنالوجی فراہم کیوں نہیں کرتے، ہمیں بھی اسلحہ ساز فیکٹری کیوں نہیں لگانے دیتے۔

☆ اقوامِ متحدہ پر امریکہ اور دیگر اسلام دشمن اقوام کے قبضے کی وجہ سے یہ ادارہ اپنی افادیت اور غیر جانبداری کھو چکا ہے۔ ان حالات میں مسلمان ممالک کو چاہیے کہ ایک طرف تو وہ سعودی عرب یا کسی دیگر با اثر اسلامی ملک کے لئے سلامتی کونسل میں مستقل سیٹ کیلئے کوشش کریں اور دوسری طرف وہ مسلم اقوامِ متحدہ کے قیام کیلئے کوشش کریں تا کہ امت مسلمہ کو در پیش مسائل کا مؤثر حل نکالا جا سکے۔

اگر ان تجاویز پر عمل نہیں کیا گیا اور مسلمان قوم بیدار نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ:

"قل هو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعاً و یذیق بعضکم بأس بعض ط انظر کیف نصرف الاٰیٰت لعلهم یفقهون O

ترجمہ: اے محمد ﷺ آپ فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ بھیجے عذاب تمھارے سر پر (جیسے نوح کی قوم پر طوفان آیا اور قومِ لوطؑ پر پتھر برسے) یا عذاب بھیجے تمھارے قدموں کے نیچے (جیسے اہلِ فرعون دریا میں غرق ہو گئے یا قارون جو

زمین میں دھنس گیا) یا تم کو فرقہ فرقہ کر کے بھڑا دے اور چکھا دے اللہ تم میں سے ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ دیکھ کیوں کر ہم آ یتوں کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں (وعدہ اور وعید) تا کہ شاید وہ سمجھیں۔ (الانعام ۶۵)

مسلم شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں نے اپنے رب سے تین دعائیں کیں، ان میں سے دو قبول ہوئیں ایک یہ کہ میری امت عام قحط سالی سے ہلاک نہ ہو، دوسری یہ کہ انھیں غرق سے بالکل تباہ نہ کیا جائے یہ دونوں دعائیں قبول ہوئیں۔ تیسری یہ کہ ان میں آپس میں جنگ و جدال نہ ہو یہ دعا قبول نہ ہوئی۔''

پس خدا کے اس فرمان پر غور کیا جائے کہ:

لا یغیر اللّٰہ ما بقوم حتیٰ یغیر ما بانفسھم

جو قوم اپنی حالت نہیں بدلتی خدا بھی اس کی حالت نہیں بدلتا۔ (الرعد ۱۱)

CamScanner

دعا

نالہ کش آہ بہ لب اشک بداماں ہوکر
چشم تر خون بہ جگر سر بہ گریباں ہوکر

یااللہ یارحمٰن یارحیم وکریم

اے کائنات کے مالک تیرا وعدہ سچ ہے،''مانگ میں دیتا ہوں'' جرأت کررہا ہوں کہ''مانگوں''
مگر اس خیال سے کس طرح مانگوں؟ کیا مانگوں؟ کس منہ سے مانگوں؟

جاتے ہوئے شرماتی ہے یہ بابِ سدرۃ
اتنا خطاکار ہوں کہ نادم ہے دعا بھی

علیم ودانا ہے میں آج دل کی گہرائیوں سے دست بدعا ہوں۔

یااللہ!

آج مسلم قوم میں ایک دوسرے کی بھلائی و بہبودی، اخوت ومحبت ہمارے دلوں سے بوجہ نافرمانیوں کے معدوم ہوچکی ہے جس کی وجہ سے ہم آپس میں ہی کشت وخون جیسی معصیت میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ عصبیت کا شکار ہوکر تباہی کی طرف گامزن ہیں۔ امرونواہی کو پسِ پشت ڈال کر ایسے آتش فشاں کے دہانے تک پہنچ چکے ہیں جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔ مگر تیری شانِ کریمی اورعفوودرگزر کا سہارا لے کر التجا کرتا ہوں۔

مالک کریمی!

ہم پر رحم فرما، ہماری خطاؤں اور جفاؤں کو معاف فرمادے، آپس کے افتراق کو اتفاق میں بدل دے کیونکہ تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے'کن' فرماتا ہے 'فیکون' ہوجاتا ہے۔ تیرے احاطہ قدر

CS CamScanner

اور رحمت سے میں ہر گز ناامید نہیں۔

..........اے رب!

خطاونسیان ہمارا مرکب ہے، عفوو درگزر تیری شان ہے۔ تو پتھر سے پانی نکالتا ہے، ہمارے سخت دلوں کو اپنے رحم وکرم سے محبت سے معمور کر دے، ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرما، اور ہم سب کی بہ کو درجہ قبولیت عطا فرما اور اعمالِ صالحہ پر استقامت بخش۔

ہاں میں جانتا ہوں تیری بخشش اور عطاؤں کے دروازے ہمہ وقت کھلے ہوئے ہیں تو، توبہ کرنے والوں کا انتظار فرماتا ہے، مانگنے والوں کو تو محروم نہیں رکھتا تو اے رب ہمیں نہ تو مایوس کر اور نہ ہی معتوب کر۔ ہم پناہ مانگتے ہیں تیری ناراضگی اور غضب سے ہماری نافرمانیوں کی وجہ سے ہم پر باطل قوتوں کو مسلط نہ فرمانا۔

..........یااللہ!

ہماری ٹوٹی ہوئی کشتی جو آفات کے سمندر میں گھر گئی ہے اسے ساحل مراد تک بعافیت پہنچا دے۔ ہمیں وہ طاقت عطا فرما اور اپنی خصوصی امداد سے نواز دے تاکہ ہم آپس کے نفاق کو بھلا کر یکجا ہو کر کفر و الحاد کا خاتمہ کر دیں اور ہمیں یہ سعادت دے کہ ایک مرتبہ پھر قرونِ اولیٰ کی تاریخ دھرائیں اور ہر جگہ تیرے دین کا بول بالا ہو جائے۔

پھر حریم و حرم دیر و مغاں گونج اُٹھے

پھر کلیساؤں میں آوازِ اذان گونج اُٹھے

دعا گو: سید عبدالحفیظ شاہ

عرضِ حال

بہ حضور سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات

مولانا الطاف حسین حالیؔ

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے

امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں — اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے — اس دین میں خود تفرقہ اب آ کے پڑا ہے

جس دین نے غیروں کے تھے دل آ کے ملائے — اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

جو دین کہ ہمدردِ بنی نوعِ بشر تھا — اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے

جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی — وہ عرصۂ تیغِ جہلا و سفہا ہے

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب — اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے

ہے دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی — دینداروں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے

عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی — منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے

چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں — پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے

بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
. جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اس کے ہوا ہے

وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کی اب رو بقضا ہے

جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حِکم کی
اب علم کا واں نام ہے نہ حکمت کا پتا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ قضا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام برا ہے

فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت بابی انت و امی
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
جب تو نے کیا نیک سلوک ان سے کیا ہے

برتاؤ ترے جب کہ اعدا سے ہیں اپنے
اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے

کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گھرا ہے

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے

ایمان جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے
وہ تیری محبت تری عترت کی ولا ہے

ہر چپقلشِ دھرِ مخالف میں ترا نام
ہتھیار جوانوں کا پیروں کا عصا ہے

جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اڑتی
وہ خاک ہمارے لئے داروئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرّف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے

کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو تری نام پہ ایک ایک فدا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ اور زیادہ
اخبار میں الطالح لی ہم نے سنا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیرے کہ مقبولِ خدا ہے

(مسدسِ حالی سے اقتباس)

CamScanner

فریاد بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

آج سے تقریباً ۶۰ یا ۶۵ سال پہلے یہ نظم شفق صاحب نے لکھی۔ میرا نہیں خیال ہے کہ یہ کہیں چھپی ہوگی اسلئے کہ انگریز سرکار نے اس کے چھاپنے، تقسیم کرنے اور پڑھنے پڑھانے پر پابندی عائد کردی تھی، شفق صاحب کو جیل کی ہوا کھانی پڑی اور نوبت بہ اینجا رسید کہ اس نظم کے رکھنے والے کو بھی سزا کا مستحق قرار دیا گیا۔ اُسی پرآشوب دور میں یہ نظم ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتی رہی۔ اسی زمانے میں میں نے اسکو یاد کرلیا تھا۔ آج میں اس کو ہدیۂ قارئین کر رہا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ اسکا اجر شفق مرحوم کو پہنچائے۔ جہاں تک حافظے نے ساتھ دیا ہے میں نے اسکو نقل کرادیا ہے اگر کہیں کوئی غلطی ہو تو وہ میری طرف منسوب کی جائے۔ کوئی صاحب اگر اس نظم سے واقف ہوں اور اس کی کمی بیشی کی اصلاح کرسکیں تو ممنونِ احسان ہونگا۔

حفیظ

نالہ کش آہ بلب اشک بداماں ہوکر　　چشمِ تر خوں بہ جگر سر بہ گریباں ہوکر

بے زر و بے پر و بے کس و حیراں ہوکر　　بے گل و بے ثمر و بے سر و ساماں ہوکر

چمن دہر میں پامالِ خزاں کون کہ ہم　　مائلِ شکوہ و فریاد و فغاں کون کہ ہم

ہم وہی ہیں جو تھے اسکو نہ ہم سے پوچھو　　دولت وستوت و اقبال و حشم سے پوچھو

پوچھ لو اندلس و بغداد کی دیواروں سے　　کس کے اونچے تھے ستوں مصر کے میناروں سے

گونج اٹھے دشت و جبل کن کی وہ تکبیریں تھیں　　دل دہلا دینے کی کن نعروں میں تاثیریں تھیں

فتح قبضے میں رہی کن کی وہ شمشیریں تھیں　　جن پہ قرباں تھے عدو کن کی وہ تسخیریں تھیں

چھیڑ اے جذبۂ دل نغمۂ مستانِ حجاز　　خضر بن اے کششِ شوقِ فراوانِ حجاز

چل کے پلکوں سے چنوں خارِ مغیلانِ حجاز

گنبدِ سبز کا ہو جائے طواف آنکھوں سے
پتلیاں چوم لیں روضے کا غلاف آنکھوں سے

اس سے نالہ کروں صدقے دلِ نالہ جس پر
اس سے شکوہ کروں فریاد بھی ہے نازاں جس پر

ناز اس پر ہے کہ کونین بھی ہے قرباں جس پر
اس پہ قربان ہوں قرباں ہو دل و جاں جس پر

دل یہ کہتا ہے کہ ہر درد کا درماں ہے وہیں
جان یہ کہتی ہے علاجِ غمِ پنہاں ہے وہیں

حبذا اشکِ رواں قطرے سے طوفان ہو جائے
مرحبا دیدۂ پرنم گوہر افشاں ہو جائے

سیلِ گریہ میں سمندر کی روانی ہو جائے
گھل کے پتھر کا کلیجہ وہ بھی پانی ہو جائے

تابہ کہ ضبط و فغاں خسروِ عادل فریاد!
تا کجا صبر و سکوں باتپشِ دل فریاد!

ناؤ منجھدھار میں ہے دور ہے ساحل فریاد!
قافلے بڑھ گئے ہم ہیں پسِ منزل فریاد!

نوحِ طوفاں مدد ے! خضرِ بیاباں مدد ے!
آبِ حیواں مدد ے! قلزمِ عرفاں مدد ے!

ساقیٔ روزِ جزا چشمۂ کوثر والے
رحم بر تشنہ لباں شیشہ و ساغر والے

سب ہیں جاہ و حشم و افسر و کشور والے
حیف محتاج جو کہلائے ہیں پیمبر والے

نام مسلم کا جو عصیاں سے نہیں ہے خالی
تیری رحمت کا خزانہ تو نہیں ہے خالی

التجا سن لے غریبوں کی دعا بھی سن لے
ایک فقیر آنہ صدا اس کے سوا بھی سن لے

خیر خم کی میرے مولی میرا پیالہ بھر دے
بھر دے بھر دے میرے کشکول کو داتا بھر دے

کہوں کس منہ سے سرکار میں کیا لایا ہوں
نذر کو میں محضرِ خونِ شہداء لایا ہوں

پارہ ہائے دلِ مشتاق اٹھالایا ہوں — پھول بکھرے ہوئے کانٹوں میں لگالایا ہوں

آپ ہی جب نہ سنیں کون ہے سننے والا — کون ان پھولوں سے کانٹوں کا ہے چننے والا

آپ رنگِ چمنِ خونِ شہیداں تا کہ — وقف تاراجِ خزانِ گلستاں تا کہ

ڈھائے گی ہم پہ ستم امتِ عیسیٰ کب تک — چرخِ چہارم سے نہ اتریں گے مسیحا کب تک

نہ ٹلی آج تک اٹلی کی بلا ساحل سے — صلح بلقاں بھی ہوئی تو بڑی مشکل سے

پائی جلاد سے ہم نے اماں نہ قاتل سے — کیا کہیں حسرتِ خونِ گشتہ نہ نکلی دل سے

کاش جمتا وہی سامانِ خدا ساز کا رنگ — دیکھتے جنگ میں ہم خالدِ جانباز کا رنگ

الغیاث! آپ کے انصار کا صدقہ مولیٰ — المدد! عترتِ اطہار کا صدقہ مولیٰ

غزوۂ بدر کی پھر تیغِ ہلالی چمکے — بن کے سیفی اثر اسمِ جلالی چمکے

کھول کر بندِ نقابِ رخِ انور اٹھئے — دیکھ لیں ابروئے خمدار کے جوہر اٹھئے

عقدۂ فتح و بابِ ظفر کھل جائے — آئیں جبریل امین حجرے کا در کھل جائے

اے گلِ ہاشمی اے سروِ ریاضِ مدنی — خجلۂ زلف تو صد نافِ مشکِ وطنی

بر میں ہو سبز قبا صورتِ سروِ چمنی — سر پہ ہو عمامہ، ہو دوش پہ بردِ یمنی

بارک اللہ اسی آن اسی شان سے آ — جس طرح تجھے زیبا ہو اسی سامان سے آ

اس طرح آ کہ فلک پہ قمر آئے جیسے — اس طرح آ کہ دعا میں اثر آئے جیسے

CS CamScanner

اس طرح آ کہ نویدِ ظفر آئے جیسے
اس طرح کہ صدف میں گوہر آئے جیسے

چشمِ مشتاق میں آ دیدۂ بینا ہو کر
جلوۂ طور دکھا برق تجلی ہو کر

بجلیاں گرنے لگیں خرمنِ کفار پہ پھر
قہر کے شعلے برسنے لگیں اشرار پہ پھر

پھر ہو تازہ چمن ملتِ بیضائے خلیل
وقت کونین و خوان و من و سلوائے خلیل

پھر حریم و حرم و دیر و مغاں گونج اٹھیں
پھر کلیساؤں میں آوازِ اذاں گونج اٹھیں

حق یہ باطل سے کہے کان زہو قا پڑھ لے
لا الہ بھی نہ پڑھتا تھا اب الا اللہ پڑھ لے

انگلیاں اٹھیں کہ وہ غایتِ اسلام آیا
خود مسیحا کہیں مہدی خوش انجام آیا

ہے لقب انجیل مقدس میں احمدؐ جن کا
ہے شفق پہ صلِّ علیٰ نام محمدؐ ان کا

(شفقؔ عماد پوری)

کتابیات

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے:

☆قرآن مجید......مختلف تراجم

☆کتب احادیث

☆تفہیم القرآن......ازمولانا مودودی

☆سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر)

☆جیوش انسائیکلوپیڈیا Jewish Encyclopedia

☆God Cried......از Tony Clifton

☆Shalom Rings Hollow......ازاحمد شولی

☆The Palestine Question......از Henry Cattan

☆ہفت روزہ تکبیر مورخہ ۴رفروری ۱۹۹۹ء

☆ایک اسلام......ازغلام جیلانی برق

☆خطرناک انکشافات......مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ......از ڈاکٹر محسن رضا

☆The Protocols of The Learned Elders of Zion

مطبوعات

☆ خطبات حفیظ

☆ ہم اللہ کو کیوں مانیں

☆ آئینہ شرک و بدعت

☆ مہاجر کون نہیں

☆ ٹو۔ان۔ون (اردو/انگلش/عربی)

☆ تعارف الحفیظ ذاکرین تنظیم

☆ میں کیوں مسلمان ہوا (اردو/سندھی)

☆ امام بے لگام کے منہ میں لگام (اردو/انگلش)

☆ Ghulam vs Master (اردو/انگلش/فرنچ)

☆ روتا ہوا دل

☆ الفتویٰ انٹرنیشنل۔ انٹی احمدیہ مومنٹ کا سہ ماہی رسالہ (اردو/انگلش/عربی/فرنچ/سواحلی)

ہماری مطبوعات ملنے کا پتہ:

بیت المکرم ٹرسٹ گجو ضلع ٹھٹہ سندھ، پاکستان

آفس الحفیظ ذاکرین تنظیم دریا روڈ کوٹری ضلع دادو سندھ

Dr Syed Rashid Ali
P.O Box. 11560, Dibba, Al-Fujairah UAE
http://alhafeez.org/rashid
rasyed@emirates.net.ae

CamScanner